ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ ـــــ دسمبر ۲۰۱۱ء

مجلسِ احرارِ اسلام

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے 82 سال

1929ء — 2011ء

مرادِ نبی، خلیفۂ راشد

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

- نیٹو افواج کا پاک فوج پر تازہ حملہ
- میمو سکینڈل اور منصور اعجاز قادیانی
- دہشت گرد امریکہ...... اسلحے کا بیوپاری، امن کا داعی
- بہائیت اور قادیانیت

ارشادگرامی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے

★ ابن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت؟ تو خدا کی قسم! یہ بات میری موت کے بعد ہی ممکن ہے۔ ہاں! اگر باعزت طریقہ سے معاملہ فہمی مقصود ہے تو پھر مدینہ کو واپسی یا سرحد پر چلے جانے کے علاوہ تیسری صورت یہ ہے۔

★ مجھے یزید کے پاس جانے دو' تا کہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں۔ پھر وہ میرے متعلق جو مناسب سمجھے گا خود فیصلہ کرے گا۔ (البدایہ لابن کثیر ج ۸، ص ۷۰)

...... اور یا میں اپنا ہاتھ یزید بن معاویہؓ کے ہاتھ میں دے دوں تو وہ میرے اور اپنے بارے میں جو مناسب ہو، رائے قائم کرے گا۔ (تاریخ الامم والملوک۔ للطبری ج ٦، ص ۲۳۵)

★ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پختہ روایت ہے۔ آپ نے کمانڈر کوفہ عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میری تین باتوں میں سے ایک پسند کر لو:

(۱) یا میں اس جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں

(۲) یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں جبکہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے تو وہ میرے متعلق اپنی رائے خود قائم کرے گا۔

(۳) یا پھر مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف روانہ کر دو تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں گا۔ پھر جو نفع اور آرام وہاں کے لوگوں کو حاصل ہوگا، وہی مجھے بھی مل جائے گا اور جو نقصان اور تکلیف وہاں کے لوگوں کو ہوگی وہی مجھے پہنچے گی۔

(بحوالہ: الشافی مع التلخیص ص ۱۷۱ ہ طبع ایران۔ تصنیف السید ابی القاسم علی بن الحسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین علی الاوسط بن السبط سیدنا الحسین بن سیدنا علی بن ابی طالب علیہم الرضوان)

★ اے کاش! یہ شرائط نامہ طے ہو جاتا تو امت کو مظلومیٔ حسین رضی اللہ عنہ کا روزِ غم دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور نہ ہی ...... یزید کے لیے سبّ و شتم اور لعن وطعن کا دروازہ کھلتا۔ بہر حال جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قول و عمل ہمارے لیے ایک دائمی درسِ عبرت و غیرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ کی سچی پیروی نصیب فرمائیں۔ آمین!

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 22 شمارہ 12 محرم الحرام 1433ھ — دسمبر 2011ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

یاد: سیدالاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسؤل
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— -/200 روپے
بیرون ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

تشکیل

دل کی بات:	مجلسِ احرارِ اسلام عزم و ہمت، جرأت و استقامت کے بیاسی سال نیٹو افواج کا پاکستانی فوج پر تازہ حملہ	مدیر	2
شذرات:	میموسکینڈل اور منصور اعجاز! رضوان الدین احمد صدیقی کا سانحۂ ارتحال	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	شیطانی میمو! تاریخ کے تناظر میں	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	7
//	دہشت گرد امریکہ اسلحے کا بیوپاری...... امن کا داعی	اسد مفتی	9
//	اندازِ گفتگو کیا ہے؟	خانہ بدوش	11
دین و دانش:	آیت استخلاف اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ (آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	12
//	مرادِ نبیؐ، دامادِ علیؓ، فاتح روم و ایران، خلیفۂ راشد سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	محمد عرفان الحق	22
//	صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ	مولانا عبدالقدوس ہاشمی	26
شاعری:	اللہ کا انتخاب، شاہ دست نجی	مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	32
//	ببارگاہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	33
//	نعتیہ غزل	میجر (ر) محمد سعید اختر	34
//	بیادِ شہدائے ختم نبوت ساہی وال	جانباز مرزا مرحوم	35
مطالعۂ قادیانیت:	بہائیت اور قادیانیت میں مماثلت	عبداللطیف خالد چیمہ	36
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۷)	پروفیسر خالد شبیر احمد	39
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی	48
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	50
اشاریہ:	اشاریہ "نقیبِ ختمِ نبوت" (2011ء)	محمد یوسف شاد	56

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل کمپوزنگ

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎ 061-4511961

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مدیر

مجلسِ احرارِ اسلام

عزم وہمت، جرأت واستقامت اور جہد وایثار کے بیاسی سال

مجلس احرار اسلام اپنی عمرِ عزیز کے بیاسی سال مکمل کر رہی ہے۔ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء سے ۲۹ر دسمبر ۲۰۱۱ء تک احرار اپنے دامن میں عزم وہمت، جرأت واستقامت، صبر واستقلال اور قربانی ٔ ایثار کے شاندار کارنامے اور قابلِ فخر تاریخی ورثہ کے ساتھ دینِ حق کی جہدِ مبین میں سرگرمِ عمل ہے۔

حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکرِ احرار چودھری افضل حق، شیخ حسام الدّین، ماسٹر تاج الدّین انصاری، مولانا محمد گل شیر شہید، مولانا محمد علی جالندھری، آغا شورش کاشمیری، نواب زادہ نصر اللہ خان، قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور مولانا لعل حسین اختر رحمہم اللہ جیسی عظیم شخصیتوں نے بڑی بے جگری کے ساتھ آزادی کے جنگ لڑی اور جیتی۔ دین کی دعوت وتبلیغ کا کام پوری آب وتاب کے ساتھ جاری رکھا اور مسلمانوں کے حقوں کے تحفظ کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کے کفر وارتداد کا شش جہات میں محاسبہ وتعاقب کیا۔ تحفظِ ختمِ نبوت کے مشن کے لیے اپنی زندگیاں کھپا دیں۔ احرار رہنماؤں اور کارکنوں نے ۱۹۳۴، ۱۹۵۳، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحاریکِ تحفظِ ختمِ نبوت میں بنیادی اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد جماعت کی نشأۃ ثانیہ میں جانشینِ امیرِ شریعت، امامِ اہلِ سنت، حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مولانا عبید اللہ احرار، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، ملک عبدالغفور انوری، محمد حسن چغتائی اور مولانا عبدالحق چوہان رحمھم اللہ نے پرچم احرار کو بلند رکھا۔ اجتماعی جدوجہد میں راستے کی صعوبتوں کے باوجود اپنے تاریخی ورثے کی حفاظت کی اور پوری استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ نوجوانوں میں فکرِ احرار منتقل کیا اور مستقبل کی قیادت تیار کر کے عقبٰی کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ احرار کارکنوں نے ایثار ووفا کی جو مثالیں قائم کی ہیں وہ کم ہی کسی جماعت کو نصیب ہوئی ہیں۔ حالات کی ناموافقت، وسائل کی قلت اور اندرونی وبیرونی مزاحمتوں کے باوجود ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر رفقاء کی قیادت میں قافلۂ احرار رواں دواں ہے۔ نئے کارکن جماعت میں شامل ہوئے، مختلف شہروں میں جماعت کے مراکز قائم ہوئے، مختلف موضوعات پر لٹریچر شائع ہوا، سالانہ ختمِ نبوت کورسز کے علاوہ مستقل بنیادوں پر ''فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس'' شروع کیا گیا جس میں ملک بھر سے دس ہزار سے زائد حضرات

وخواتین شریک ہوکر استفادہ کررہے ہیں۔ چناب نگر میں مسلم ہسپتال کی تعمیر شروع ہوچکی ہے جس پر تقریباً تین کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ جماعت کی ویب سائٹ بن چکی ہے اور اس پر مزید کام جاری ہے۔ ہم اپنے محسن کارکنوں کے شکر گزار اور ممنون ہیں کہ انھوں نے جہاں اپنی وفاداری اور اعتماد دے کر ہماری حوصلہ افزائی کی وہاں کڑا احتساب کر کے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی دلایا۔ اس وقت کرنے کے بہت سے کام ہیں۔ اور سب سے پہلا کام جماعت کی تنظیم ہے۔ کارکنانِ احرار اس پر خصوصی توجہ دیں۔ جماعت میں نظم وضبط قائم ہوگیا تو سارے کام درست اور بہتر ہو جائیں گے۔ جماعت کی موجودہ قیادت اپنے کارکنوں کے معیار اور امیدوں کو پورا کرنے کی بھر پور کوشش کرے گی۔ ان شاء اللہ

نیٹو افواج کا پاکستانی فوج پر تازہ حملہ:

۲۶/نومبر ۲۰۱۱ء کی شب نیٹو افواج کے ہیلی کاپٹروں نے پاکستانی فوج کی تین چیک پوسٹوں پر حملہ کر کے میجر، کیپٹن اور سپاہیوں سمیت ۲۸ افراد کو شہید کر دیا۔ نیٹو اور امریکی فورسز کی طرف سے یہ کوئی پہلا حملہ نہیں۔ گزشتہ دس برسوں سے پاکستانی سرحدوں کے احترام اور خود مختاری کو پامال کیا جا رہا ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے عالمی استعمار کے لیے پاکستان میں مداخلت کا جو دروازہ کھولا تھا یہ اسی کا نتیجۂ بد ہے۔ تازہ حملہ مبینہ ''میموسکینڈل'' کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے۔ چند ماہ پہلے امریکی دھمکی کے جواب میں قومی سیاسی قیادت نے اے پی سی اور قومی اسمبلی کے ذریعے جو قرارداد منظور کی تھی اگر اس پر صحیح معنوں میں عمل درآمد ہوتا تو آج قوم کو یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

پاک فوج اور دفاعی کمیٹی نے تازہ حملے کے بعد آئندہ منہ توڑ جواب دینے کا فیصلہ کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے راستے افغانستان میں نیٹو سپلائی بند کرنے اور شمسی ائربیس امریکی و نیٹو افواج سے خالی کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ واقفانِ درونِ خانہ کا کہنا ہے کہ شمسی ائربیس خالی کرانے کا فیصلہ نا قابلِ عمل ہے کیونکہ یہ ایک عرب ملک نے امریکہ کو لیز پر دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک عرب ملک کو پاکستانی ائربیس کس نے اور کن شرائط پر دیا؟ اور پھر اس عرب ملک نے امریکہ کو لیز پر کیسے دے دیا؟ یہ ایک قومی جرم ہے اور مجرموں کو اس کی سزا ملنی چاہیے۔ ان حالات میں ملک کی بقا و سلامتی اسی میں ہے کہ حکمران اپنی خارجہ پالیسی پر نظرِ ثانی کریں اور زبانی جمع خرچ کرنے کی بجائے مضبوط فیصلے کر کے اُن پر عمل درآمد بھی کریں۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

میموسکینڈل اور منصور اعجاز!

عبداللطیف خالد چیمہ

قیامِ پاکستان سے اب تک ملک کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے لیے قادیانی سازشیں تسلسل کے ساتھ جاری ہیں اور تیزی سے رونما ہونے والے واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ قادیانی گروہ نہ صرف اپنے مذموم طریق کار پر پوری طرح کار بند ہے بلکہ ان کی سرگرمیوں میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تیزی کی ایک نئی لہر بھی آئی ہے۔ پاکستان کے اوّلین وزیرِ اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کے قتل سے لے کر امریکی افواج کے سابق سربراہ ایڈمرل مائیک مولن کو ایوانِ صدر سے منصور اعجاز کا لکھا ہوا خفیہ میمو طشت از بام ہو چکا ہے اور زبان زدِ خاص و عام ہے۔ اس قضیے کی زد میں کون کون آئے گا اور کس کس سے کتنی رعایت برتی جائے گی؟ حسین حقانی کی جگہ شیری رحمان امریکی سفیر بنادی گئی ہیں' گویا جرم ثابت ہو چکا ہے بس شرکاءِ جرم کا تعین ہونا باقی ہے۔ آنے والے دنوں میں مطلع صاف ہو جائے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر تفصیلی طور پر کچھ لکھا جا سکے گا۔ منصور اعجاز سکہ بند قادیانی ہے' تقریباً ایک ماہ پہلے یہ ایشو سامنے آیا تو الحمد اللہ ہم نے دن رات ایک کر کے ذرائع ابلاغ کو منصور اعجاز کے بھیانک کردار کے اس پہلو سے آگاہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن چند اخبارات کے علاوہ اس کو قادیانی لکھنے سے ذرائع ابلاغ نے مکمل گریز کیا۔ تاہم حالات و واقعات کے اس موڑ پر دنیا منصور اعجاز کے دوغلے بلکہ سہ رخے کردار سے آگاہ ہو چکی ہے اور محبِّ وطن حلقے اس صورتِ حال پر مضطرب بھی ہیں اور نظر بھی رکھے ہوئے ہیں۔ سرِ دست ہم منصور اعجاز کے حوالے سے روزنامہ ''انصاف'' لاہور میں شائع ہونے والی ایک مفصل رپورٹ من و عن شائع کر رہے ہیں تا کہ صورتِ حال کو سمجھنے میں قدرے آسانی ہو سکے۔

لاہور (سینئر سٹاف رپورٹر) ''میموگیٹ سکینڈل'' کے بعد ایک سوال جو سب سے زیادہ تواتر و تسلسل کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہ ہے کہ منصور اعجاز آخر ہے کون؟ پاکستانی نژاد امریکی شہری منصور کہنے کو تو ایک بزنس مین ہیں، انویسٹمنٹ بینکر کے طور پر مشہور ہیں۔ ''کریسنٹ انویسٹمنٹ منیجمنٹ ایل ایل سی'' نامی اس کمپنی کے سربراہ ہیں جو انھوں نے امریکی صدر ریگن کے قریبی ساتھی جیمز ایلن ابراہیم کے ساتھ مل کر قائم کی۔ اس کمپنی کا مالیاتی حجم چند برس پہلے تک 13.5 بلین ڈالر تھا۔ منصور اعجاز کے والد ڈاکٹر مجدد احمد اعجاز ایٹمی سائنسدان تھے اور پاکستان کے جوہری توانائی کمیشن میں خدمات سرانجام دے رہے تھے لیکن 70ء کی دہائی میں جب احمدیوں کے خلاف گھیرا تنگ ہوا تو وہ امریکہ فرار ہو گئے اور بعض اطلاعات کے مطابق ایٹمی پروگرام کی اہم دستاویزات بھی اپنے ساتھ ہی لے گئے اور وہاں سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ خود منصور اعجاز جو فلوریڈا میں پیدا ہوئے، وہ بھی بنیادی طور پر ماہر طبعیات ہیں اور انھوں نے یونیورسٹی آف ورجینیا سے نیوکلیئر فزکس جب کہ مستاشی یونیورسٹی سے مکینیکل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔

منصور اعجاز کے کئی چہرے ہیں جن میں سے ایک میڈیا کمنٹریٹر کا بھی ہے۔CNN، فاکس نیوز اور دیگر امریکی و برطانوی ٹی وی چینلز پر بطور تجزیہ نگار ان کا چہرہ شناسا ہے اور کئی امریکی اخبارات میں مضامین بھی لکھتے ہیں۔امریکی صدر بل کلنٹن سے قریبی تعلقات کے باعث بھارتی وزیر اعظم واجپائی، فلسطینی رہنما یاسر عرفات اور مصر کے انور سادات سے قربتیں بڑھانے میں کامیاب ہوئے۔ امریکی سفارتی حلقوں کے قریب ہونے اور ارکان کانگریس وسینیٹرز سے قریبی تعلقات کے باعث عالمی مصالحت کار کی حیثیت سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔مثلاً 1996ء میں جب اسامہ بن لادن سوڈان میں تھے تو ان کی حوالگی کے معاملے پر امریکہ اور سوڈانی حکمران عمر البشیر کے مابین پل کا کردار ادا کیا۔ پاک بھارت تعلقات اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے بھی بطور ثالث سامنے آئے۔ چونکہ ان کے والد پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں رہے اور ان کی ایٹمی سائنسدانوں سے دوستیاں تھیں لہٰذا انھوں نے کلنٹن انتظامیہ کو یہ پیشکش بھی کی کہ وہ ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔منصور اعجاز سابق وزیر اعظم بینظیر بھٹو کے بھی بہت قریب سمجھے جاتے تھے۔1995ء میں بینظیر کو خط لکھ کر اطلاع دی کہ جنرل علی قلی خان، یوسف ہارون کے ساتھ مل کر ان کی حکومت گرانے کی سازش کر رہے ہیں۔واشنگٹن کے پاکستانی سفارت خانے کے مطابق منصور اعجاز نے ایف سولہ طیّاروں کے لیے کانگریس میں لابنگ کے لیے 15 ملین ڈالر مانگے اور پیشکش بھی بینظیر کو کی کہ اسرائیل کو تسلیم کر لیا جائے تو ایف سولہ طیّارے بطور تحفہ مل سکتے ہیں۔حسین حقانی کا متنازع کردار اپنی جگہ مگر منصور اعجاز بھی ان سے کہیں زیادہ متنازع شخصیت ہیں اور یہ سوال اپنی جگہ نہایت اہم ہے کہ آخر وہ کیا بات تھی جس نے منصور اعجاز کو میمو کا راز طشت از بام کرنے پر آمادہ کیا؟(روزنامہ ’’انصاف‘‘ لاہور ‘23 نومبر 2011ء)

رضوان الدین احمد صدیقی کا سانحۂ ارتحال

چیچہ وطنی میں ہمارے دیرینہ محسن ومہربان، بھائی اور دوست رضوان الدین احمد صدیقی 23 نومبر الصباح تین بجے کے قریب دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

رضوان الدین احمد صدیقی 1948ء میں چک نمبر 12/34 ایل میں پیدا ہوئے۔والد گرامی قاضی انوار احمد درویش صفت نیک سیرت انسان تھے اور علاقے کی مشہور شخصیت میر ریاض الدین احمد کے برادرِ نسبتی تھے۔رضوان الدین احمد نے چیچہ وطنی میں سکول کی تعلیم کے بعد محکمہ صحت میں ملازمت اختیار کر لی۔پہلی بیعت حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی، خاندان، ماحول اور مزاج پیدائشی دینی تھا۔

ابنِ امیر شریعت، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے مدرسہ تجوید القرآن، مدرسہ عربیہ رحیمیہ چک نمبر 42 میں تدریسِ قرآن اور جماعتی امور کے لیے کم وبیش دس سال چیچہ وطنی قیام کیا۔اس دوران ان کے تعلق وتوسط سے اکابرِ احرار خصوصاً جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر عقیدت سے بڑھ کر فکری ونظریاتی حدوں کو چھونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ’’کاشانۂ رضوان‘‘ اکابر احرار اور علماء حق کا مرکز بن گیا۔ پھر ساری زندگی وفا کے دیپ ایسے جلائے کہ مثال ملنا مشکل ہو گیا۔ان کو ’’مرحوم‘‘ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

18 نومبر کو عزیزوں کی شادی میں شرکت کے لیے بہاول پور تشریف لے گئے 22 اور 23 نومبر (منگل اور بدھ) کی درمیانی شب ایک بجے تک گھر میں خوش کلامی کرتے رہے۔ دو بجے کے بعد تکلیف محسوس کی، چھوٹے بیٹے محمد ضیاء الحق وکٹوریہ ہسپتال ایمرجنسی لے گئے، دو دفعہ یا اللہ یا اللہ کہا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

بس اتنی سی حقیقت ہے فریبِ زندگانی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

میت چیچہ وطنی لائی گئی تو ایک کہرام تھا۔ نماز عصر کے بعد جامع مسجد میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی اور شہر کے مرکزی قبرستان میں والدین مرحومین کے دائیں جانب آسودۂ خاک ہوئے۔

رضوان الدین احمد کی شخصیت شہر میں ایک خوبصورت چہرے کی حیثیت رکھتی تھی، ان کی بیٹھک دینی و سیاسی اور سماجی و ادبی حلقوں کی خوبصورت پہچان تھی۔ ان کا گھر اور بیٹھک ہر وقت کھلے رہتے، وضع داری کے ساتھ ان کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا ہوتا تھا اور شب و روز مختلف المزاج افراد کی مجلس جمی رہتی تھی۔ دوست ان کی بیٹھک کو چیچہ وطنی کا ''پاک ٹی ہاؤس'' کہا کرتے تھے۔

چاروں فرزندان امیر شریعت ان کی بیٹھک کو اپنا دوسرا گھر تصور کرتے اور ہمارے لیے درس گاہ کی حیثیت رکھتی تھی، اس بیٹھک نے شہر نہیں پورے علاقے میں ایک تربیت گاہ کی حیثیت سے کیا کردار ادا کیا اور نوجوانوں کے عقیدے کی پختگی کس طرح کی ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا تفصیلی ذکر آئندہ کسی اشاعت میں ہو سکے گا۔ اس موقع پر گو کہ ہم خود اپنے آپ کو شدت سے تعزیت کا مستحق محسوس کرتے ہیں۔ ہم مرحوم کے جملہ پسماندگان خصوصاً ان کی اہلیہ محترمہ، بیٹی، برخورداران محمد عثمان، محمد ضیاء الحق۔ برادران جناب جمال الدین صدیقی، شمس الدین صدیقی، صلاح الدین صدیقی، سراج الدین صدیقی، نظام الدین صدیقی، مرحوم کے ماموں زاد میر رضاء الدین احمد سمیت ان کے حلقۂ احباب سے تعزیت مسنونہ کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین، یارب العالمین

HARIS 1

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر
حارث ون
Dawlance
061 -4573511
0333-6126856
نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان

شیطانی میمو! تاریخ کے تناظر میں

پروفیسر ابوطلحہ عثمان

آج کل قومی اخبارات میں چھ نکاتی شیطانی میمو (Memo) پر بڑے بڑے کالم شائع ہو رہے ہیں۔ سات آٹھ سو سال پہلے ابن علقمی نے بغداد تباہ کروایا تھا۔ یہی تاریخ بنگال میں میر جعفر اور دکن میں میر صادق نے دہرائی۔ مسلم انڈیا میں علی لنگڑا نے اپنے محسن مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے نمک حرامی کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی تو ہمارے سامنے کی بات ہے، میر یحییٰ خان اور اس کے ہم مشرب نعرہ باز لوگوں نے ٹانگیں توڑنے کا نعرہ لگایا۔ اُدھر تم اِدھر ہم کہہ کر نئے پاکستان کا نقشہ پیش کیا۔ بدقسمتی سے یہ سارے نام نہاد مسلمان ایک ہی نظریہ کے لوگ تھے۔

لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر پاکستان بنایا۔ خون کے دریا عبور کر کے پاکستان کا وجود سامنے آیا...... تقسیم ہند کے اعلان کے ایک ماہ بعد ۱۵ ؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو نواب آف جوناگڑھ اور بانی پاکستان مسٹر جناح نے جوناگڑھ کے پاکستان کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر دستخط کیے اور قانونی طور پر یہ علاقہ (ریاست جوناگڑھ) پاکستان کا حصہ بن گیا۔ یہاں تک کہ ریاست کے دیوان میر شاہنواز بھٹو نے ۸ ؍نومبر ۱۹۴۷ء کو بھارت کو ریاست کا انتظام سنبھالنے کی دعوت دے ڈالی۔

(ہڈسن دی گریٹ ویوائڈ آکسفورڈ، صفحہ: ۳۸۳ بحوالہ نوائے وقت ۲۰ ؍نومبر ۱۹۹۵ء۔ از ڈاکٹر منصور الحمید)

بھارتی افواج نے قبضہ کر لیا اس کی اجازت ریاست جوناگڑھ کی مجلس عاملہ کے سربراہ مسٹر سر شاہنواز بھٹو نے دی تھی...... انہیں حُروں کی بغاوت کچلنے اور انگریزوں سے وفاداری کے سلسلے میں خان بہادر اور سر کا خطاب مل چکا تھا......

ڈاکٹر منصور الحمید کا یہ مختصر اقتباس ۲۰ ؍نومبر ۱۹۹۵ء کو نوائے وقت کے ادارتی صفحہ پر شائع ہوا تھا۔ اور آج ۲۰ ؍نومبر ۲۰۱۱ء کو ٹھیک سولہ سال بعد یہ بدخبریاں پڑھنے کو ملی ہیں کہ ۱۰ ؍مئی ۲۰۱۱ء کو یہ میمورنڈم تحریر کیا گیا۔ سر شاہنواز بھٹو کے بیٹے ذوالفقار علی بھٹو کے داماد آصف زرداری سے منسوب اس مراسلے میں مائک مولن امریکی مسلح افواج کے سربراہ سے کہا گیا کہ پاکستانی سربراہِ افواج جنرل اشفاق کیانی کو فوراً سخت پیغام دیں۔ اس امریکی مداخلت کے بدلے میں امریکہ کو پُرکشش چھ نکاتی پیشکش کی گئی، یہ کہ...... (۱) دہشت گردوں کے خلاف امریکی افواج کو کارروائی کی اجازت دی جائے گی (۲) اُسامہ بن لادن کو تحفظ فراہم کرنے والے عناصر کا سراغ لگایا جائے گا (۳) آئی ایس آئی کے خصوصی شعبہ ''S'' کو ختم

کر دیا جائے گا (۴) ممبئی حادثہ میں ملوث مبینہ بھارت کو مطلوب افراد کے خلاف کارروائی کی جائے گی (۵) ایمن الظواہری، ملّا عمر، سراج الدین حقانی پاکستان میں موجود ہیں (٦) جنرل کیانی کو سخت پیغام کے بدلے میں امریکا کی مرضی کے مُشیر اور اس کی مرضی کی قومی سلامتی ٹیم مقرر کی جائے گی (جنگ لاہور، ۱۹ر نومبر ۲۰۱۱ء)

میر جعفر، میر صادق، ابن علقمی یا کسی بھی غدّارِ ملک و ملّت نے اپنے ملک پر حملہ کرنے کے بدلے میں اتنی مراعات کا وعدہ نہ کیا ہوگا جتنا اس مراسلہ میں کیا گیا ہے۔ اس خط کی غیر جانبدارانہ تفتیش تک کسی فرد کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا مگر اتنا ضرور ہے کہ اس پُر اسرار میمو سے پہلے بھی ہمارے حکمران امریکہ کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا موقعہ دیتے رہے ہیں۔ کیا پرویز مشرف نے شمسی ائیر بیس سے ڈرون حملوں کی اجازت نہیں دی؟ کیا زرداری، گیلانی نے امریکیوں کو ڈرون حملوں کی اجازت نہیں دی؟ کیا بلیک واٹر اور زی ورلڈ کے غُنڈوں کو پاکستان میں اینٹی دہشت کے نام سے دہشت گردی کی اجازت نہیں دی گئی؟ کیا امریکہ کے فوجی دستے قبائلی علاقوں میں فرنٹیئر کور کے ساتھ فوجی کارروائی میں ان کی مرضی کے بغیر شریک ہو جاتے ہیں؟ یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے۔ محبّ وطن قوتیں سوچیں!

اسیری ہے مقدر اُس کا جس کو
قفس کو توڑنا آتا نہیں ہے
گرا سکتا ہے تو دیوارِ زنداں
ذہن کیوں اس طرف جاتا نہیں ہے

دہشت گرد امریکہ

اسلحے کا بیوپاری......امن کا داعی

اسد مفتی

اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی جاری کردہ رپورٹ میں لکھا ہے کہ سال گزشتہ میں ساری دنیا میں فوجی مصارف پر جو مجموعی لاگت صرف کی گئی ہے اس میں سے صرف ایک ملک (ملکوں کا ملک) امریکا کا حصہ 48 فیصد ہے۔ مزید واضح الفاظ میں کہا جائے تو یوں ہے کہ صرف ایک سال میں ساری دنیا نے فوج پر 1.34 ٹریلین امریکی ڈالرز یعنی ایک لاکھ 34 ہزار کروڑ ڈالرز صرف کیے جس میں امریکا بہادر نے 25.55 لاکھ کروڑ خرچ کیے۔ میرے حساب سے یہ دنیا کے اہم ترین ممالک کے فوجی مصارف سے مختلف و متضاد ہے۔ اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (سپری) سے واضح ہوتا ہے کہ امریکا کے فوجی مصارف 48 فیصد حالیہ پر مشتمل ہے جب کہ برطانیہ وچین نے فی کس 5 فیصد رقم خرچ کی ہے۔ فرانس اور جاپان نے فی کس 4 فیصد، جرمنی، اٹلی اور سعودی عرب نے فیکس 3 فیصد جنوبی کوریا اور بھارت نے 2 فیصد خرچ کیا، اگر ان تمام ممالک کے فوجی مصارف کو یکجا کیا جائے تب بھی ان ممالک کا مجموعی صرف کردہ حالیہ امریکا سے کم یعنی 34 فیصد ہوتا ہے۔ امریکا کے بڑے حریف سمجھے جانے والے روس اور چین کے فوجی مصارف یکجا کیے جائیں تو امریکا کے مصارف سے پانچ گنا کم ہوتے ہیں۔

امریکی کانگریس کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق عراق اور افغانستان جنگ کے باعث اپنی سلامتی کے بارے میں فکرمند دونوں ملکوں کے ہمسایہ ممالک نے 2006ء سے 2009ء کے دوران امریکا سے بھاری مقدار میں اسلحہ خریدا، ادھر اسرائیل سے خوف زدہ عرب ممالک بھی اسلحہ کے ڈھیر لگا رہے ہیں۔ امریکی محکمہ دفاع پینٹا گان نے صرف عراق کو 12 ارب 85 کروڑ ڈالر کا اسلحہ فروخت کیا، اس ڈیل میں میامی ابرامز نامی ٹینکوں کی فروخت بھی شامل ہے۔ پینٹا گان کی دفاعی سیکیورٹی ایجنسی کے مطابق کانگریس کو آگاہ کر دیا گیا ہے کہ اسلحہ کی فروخت میں 2 ارب 40 کروڑ ڈالر مالیت کے ہیلی کاپٹر، میزائل راکٹ اور دیگر متعلقہ آلات کی مشینری شامل ہے، علاوہ ازیں 3 ارب ڈالرز مالیت کے لائٹ آرڈر وہیکلز اور متعلقہ آلات بھی دیے گئے ہیں پ جب سے امریکا نے عراق پر حملہ کیا ہے سمجھا جاتا ہے کہ تب سے اب تک یہ بغداد کے ساتھ بڑی ڈیل ہے۔ رپورٹ کے مطابق مجموعی طور پر 2006ء کے دوران دنیا بھر میں اسلحہ کی خریداری میں 13 فیصد کمی آئی تھی جس سے فرانس اور اسلحہ برآمد کرنے والے دیگر یورپی ممالک کی برآمدات میں کمی آئی۔ اسی طرح 2006ء کے دوران امریکا نے دنیا بھر کے ممالک کو 19 ارب ڈالر کا اسلحہ فروخت کیا جو دنیا بھر میں فروخت ہونے والے اسلحہ کا 72.9 فیصد تھا۔

ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ فوجی امور پر امریکا کے مصارف میں اضافہ کسی ایک سال کا نہیں بلکہ گزشتہ دو دہائی سے

امریکا کے مصارف ایسے ہوتے چلے آرہے ہیں، شمالی اور جنوبی امریکا کے علاقوں میں فوجی امور پر جو مصارف ہوئے وہ 63 فیصد شمار کیے گئے ان تمام اعداد وشمار کے علاوہ مزید ایک بات یہ ہے کہ امریکا کے ماسوا دنیا کے ممالک کے فوجی مصارف 55 فیصد ہوں تو اس میں بھی امریکا کے مصارف زیادہ ہی ہوں گے دیگر مختلف ممالک میں تناؤ اور تنازعات پیدا کرنا، جنگ مسلط کرنا اور پھر کسی ایک فریق یا دونوں فریقوں کو ہتھیار اور ہیوی اسلحہ فروخت کرنے کے کام امریکن شروع سے کرتے آئے ہیں۔

مثلاً امریکا ایک جانب اسرائیل کو تو دوسری جانب مختلف مغربی ایشیائی ممالک کو عرصہ دراز سے ہتھیار فروخت کر رہا ہے۔ آپ کو ادھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ برصغیر پر نظر ڈالیے امریکا کا اصل روپ ظاہر ہو جائے گا اور ماننا پڑے گا ''امن کے سفیر'' کی حیثیت سے مبارک بادی کی اہلیت امریکا کے سوا کسی دوسرے ملک کو حاصل نہیں۔ ویت نام، کوریا، عراق اور افغانستان و دیگر ممالک تک امن قائم کرنے میں کوریا کی جنگ میں امریکا نے 54246 فوجی موت کے منہ میں ڈال دیے۔ 13 سال کے بعد ویت نام میں 58259 سپاہی گنوا بیٹھا، کوریا کی جنگ میں اس نے 410 ارب ڈالرز ضائع کیے جب کہ ویت نام میں 585 ارب ڈالرز جمہوریت قائم کرنے میں خرچ کیے۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں مختلف حملوں میں امریکا کے اب تک دس لاکھ 75 ہزار فوجی لقمۂ اجل بن چکے ہیں یا اپنے ملک کے لیے مارے جا چکے ہیں۔ یہ سلسلہ ''جمہوریت'' اس پر بھی ختم نہیں ہو رہا ہے کہ ایک رپورٹ کے مطابق آج دنیا بھر میں لگ بھگ 15 لاکھ فوجی مختلف ملکوں میں برسرِ پیکار ہیں۔ اس وقت صرف یورپ میں امریکی بحری، بری، فضائیہ اور دیگر مسلح افواج کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے جب کہ یورپ کی کل آبادی 850 ملین ہے۔ ماہرین معاشیات نے انکشاف کیا ہے کہ 2017ء تک جنگی اخراجات کا تخمینہ 30 کھرب ڈالرز تک جا پہنچے گا۔

امریکا کی تاریخ قانون شکنی کی تاریخ ہے اس نے دوسروں کو تباہ کن اسلحے کی تیاری کے خلاف من مانے انداز میں سزا دی ہے اور اب بھی دے رہا ہے لیکن خود مہلک اسلحہ کا نہ صرف سب سے بڑا تیار کنندہ اور فروخت کنندہ ہے بلکہ اسلحہ کی فروخت کا مجرم بھی۔ جیو اور جینے دو کے اصول کا تقاضہ یہ ہے کہ جو قانون سب کے لیے ہے امریکا بھی اس کی پاسداری کرے یہی بات مختلف ملکوں کے سوچنے کی ہے کہ وہ امریکا سے ڈرنے کی بجائے متحد ہوں اور یک زبان نہ صرف امریکی دھاندلیوں کے خلاف آواز اٹھائیں بلکہ عملی اقدامات بھی کریں۔ جب تک یہ نہیں ہوگا امریکا مختلف ملکوں میں ''جمہوریت نافذ'' کرتا رہے اور جمہوریت کے لیے حد سے تجاوز ہونے کے نت نئے ریکارڈ قائم کرتا رہے گا۔ اور ایک دن وہ ممالک بھی اس ظلم کے شکار ہو جائیں جو اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہوئے کوئی احتجاج نہیں کر رہے یا نہیں کرنا چاہتے۔ آج امریکا کے 130 ملکوں میں 6 ہزار سے زائد فوجی اڈے ہیں اور کرۂ ارض پر اس کے 15 لاکھ سپاہی بکھرے ہوئے ہیں جن کی واحد ذمہ داری اپنے ملک کے مفادات کی حفاظت کرنا ہے۔ یہ امریکا ہی ہے کہ ایک پیٹھ تھپتھپا کر دوسرے کو دھمکاتا ہے تیسرے سے ہاتھ ملاتا ہے اور چوتھے کو بالواسطہ قریب آنے کی دعوت دیتا ہے۔ امریکا اپنے مفادات کے علاوہ کسی کا دوست نہیں، جس دن مفادات کی راہ مسدود ہو جائے گی تعلقات کی نوعیت بھی بدل جائے گی اور وہ ملک جو آج دوست ہے کل دشمن تصور کیا جانے لگے گا۔ یہ امریکا کا طریقہ رہا ہے جیسا کہ کرۂ ارض کا ہر شخص جانتا ہے کہ کل تک اسے طالبان عزیز تھے (شاید آنے والے دنوں میں پھر ایسا ہو جائے) بعد میں طالبان کو دشمن قرار دے دیا گیا۔ کل تک اسامہ بن لادن سے تجارتی روابط تھے۔ اور وہ وائٹ ہاؤس کا دوست تھا آج اسے دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد کہہ کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ (بشکریہ: ''ماہنامہ ندوۃ العلم'' کراچی۔ جولائی تا اکتوبر)

اندازِ گفتگو کیا ہے؟

خانہ بدوش

جاوید چودھری ایک مؤقر نام ہے کچھ لوگ ان کو معاصر صحافت کا اہم ستون گردانتے ہیں۔ ان کے بیشتر کالم چشم کشا، بصیرت افروز اور حیرت انگیز مواد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ میں ان کی دل سوزی، دردمندی اور حب الوطنی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ روزنامہ ایکسپریس پڑھنے کی ایک وجہ چودھری صاحب کا کالم بھی ہے۔ مگر اس خوبی وکمال کے باوجود ان کی ہر بات، ہر تبصرے اور تجزیے سے اتفاق ممکن نہیں۔ اس قسم کے حضرات کی دینی معلومات سطحی، سرسری، ادھوری اور نامکمل ہوتی ہیں جس کی تازہ ترین مثال ان کا معرکۃ الآرا کالم ''ٹچ سکرین کا والد'' ہے۔ جس میں انہوں نے مشہور کمپیوٹر ساز کمپنی ''ایپل'' کے بانی سٹیو جابز کا نثری قصیدہ لکھا ہے۔ موصوف اپنے مجہول النسب ممدوح کا قرض چکاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''پہلا ایپل حضرت آدم علیہ السلام کا وہ سیب تھا جو وہ حضرت حوّا کے چکر میں کھا گئے اور اس کے بعد زمین پر پھینک دیے گئے''

کیا جاوید چودھری ثابت کر سکتے ہیں کہ ''الشجرۃ'' جس سے حضرت آدم علیہ السلام کو منع کیا گیا تھا وہ سیب تھا؟ قرآن پاک اور مستند حدیث شریف سے اس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔

کیا ایسے استہزائیہ جملے ایک مسلمان کی زبان وقلم سے زیب دیتے ہیں؟ سب سے پہلے انسان اور اللہ کے پہلے معصوم نبی سیدنا آدم علیہ السلام کے مقام ومرتبہ کا احترام اور اُن کی عصمت وعفت کا لحاظ کیا بطور مسلمان آپ کی ذمہ داری نہیں؟

ایک مجہول النسب کی مادی فتوحات کی بابت آپ کا گستاخ قلم ایک معصوم نبی سے کھلواڑ کر رہا ہے۔ اللہ کے کسی بھی نبی کا استہزا وتمسخر ایمان ویقین کی نعمت سے محرومی، سخت گناہ اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ آپ گھسیارے یا گڈریے نہیں کہ آپ کی لاعلمی اور جہالت کو نظر انداز کر دیا جائے۔

ماشاءاللہ صحافت وکالم نگاری میں آپ کا مقام مسلّم اور دانش وری کا اعتراف کیا جاتا ہے، اس لیے آپ کے قلم سے ایسے گستاخانہ وبے کانہ جملے اور استہزائیہ فقرے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سب کچھ برداشت مگر اللہ کے کسی بھی نبی کی توہین، استہزا اور تمسخر ناقابل برداشت ہے۔ جاوید چودھری اپنی اس بے لگام غلطی پر توبہ کریں اور اس کا اعلان کریں۔ توبہ ورجوع سیدنا آدم علیہ السلام کا شیوہ ہے، جب کہ تکبّر وانانیت شیطان کا فعل ہے۔

مرادِ ما نصیحت بود و کردیم
حوالت باخدا کردیم و رفتیم

آخری قسط

آیت استخلاف اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آیت استخلاف کا مصداق قرار دینے پر ایک اہم اشکال وارد ہوتا ہے کہ وعدہ استخلاف میں ''وَعَدَ، اٰمَنُوْا، عَمِلُوْا''یعنی ماضی کے صیغے آئے ہیں جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس سے وہی لوگ مراد ہیں جو نزول آیت سے پہلے ایمان لا چکے تھے اور وہ لوگ اس وعدہ انعام سے خارج ہیں جو نزول آیت کے وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ظاہر ہے کہ اس توجیہہ وتوضیح کی بنا پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آیت استخلاف کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ (بعض لوگوں کی تحقیق کے مطابق) اس وقت (یعنی نزول آیت) تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ:

ماضی کا صیغہ صرف ماضی کے لیے ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ کبھی آئندہ فعل کی ابتدا اور مستقبل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔خود قرآن مجید میں اس کی متعدد مثالیں پائی جاتی ہیں:

(ا) اسی سورۃ النور (جس میں آیت استخلاف ہے) کی پہلی آیت میں ماضی کا صیغہ آیا ہے لیکن گزشتہ فعل کے لیے نہیں بلکہ آئندہ فعل کی ابتدا کے لیے استعمال ہوا ہے:

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا وَفَرَضْنٰھَا وَاَنْزَلْنَا فِیْھَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ...... (النور:۱)

ترجمہ: یہ سورت ہے جسے ہم نازل کرنے اور اس کے احکام کو مقرر کرنے اور اس میں صاف صاف آیتیں نازل کرنے کو ہیں۔

اس پہلی آیت میں تینوں صیغے ماضی کے آئے ہیں لیکن گزشتہ فعل کے لیے نہیں بلکہ آئندہ فعل کی ابتدا کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

(۲) وَ مَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَاسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُم...... (الانعام:۱۱۹)

ترجمہ: تمھیں کیا ہے کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا گیا ہے تم اسے نہیں کھاتے ہو اور (اب) وہ تمہارے لیے حرام کردہ اشیا کو تفصیل سے بیان کرنے لگا ہے۔

یہاں اشکال وارد ہوتا ہے کہ ''فَصَّلَ'' ماضی کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ محرمات تفصیل کے ساتھ سورۃ انعام سے پہلے بیان ہو چکی ہیں حالانکہ سورۃ بقرہ اور سورۃ مائدہ بالاتفاق سورۃ انعام کے بعد نازل ہوئی ہیں کیونکہ سورۃ بقرہ اور سورۃ مائدہ دونوں مدنی ہیں جب کہ سورۃ انعام مکّی ہے۔

بعض حضرات نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ اس سے سورۃ النحل میں بیان کرنا مراد ہے جو سورۃ انعام سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ مگر اس میں مزید ایک اشکال یہ ہے کہ سورۃ النحل میں محرمات کا ذکر تفصیلی نہیں بلکہ بہت کم ہے۔ اس لیے اس کی بہتر توجیہ یہ ہے کہ یہاں ماضی کا صیغہ گزشتہ فعل کے لیے نہیں بلکہ آئندہ فعل کی ابتدا کے لیے ہے۔ جس طرح سورۃ النور کی مذکورہ بالا پہلی آیت میں ماضی کا صیغہ آئندہ فعل کی ابتدا کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس توجیہ کی رو سے ''قَدْ فَصَّلَ'' کے معنیٰ ہوں گے کہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) محرمات کی تفصیل بیان کرنے کو ہے۔ چنانچہ اس کے فوراً بعد محرمات کا بیان ہے۔

(۳) وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (التوبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور سب سے آگے آگے، سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنھوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں، ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد تک، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''مفسرینِ سلف کے اقوال ''السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن'' کی تعیین میں مختلف ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ مہاجرین اور انصار مراد ہیں جو ہجرت سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بعض کے نزدیک وہ مراد ہیں جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ بعض کہتے ہیں کہ جنگ بدر تک کے مسلمان سابقین اوّلین ہیں۔ بعض حدیبیہ تک اسلام لانے والوں کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں اور بعض مفسرین کی رائے ہے کہ تمام مہاجرین وانصار، اطراف کے مسلمانوں اور پیچھے آنے والوں کی نسلوں کے اعتبار سے سابقین اوّلین ہیں۔

ہمارے نزدیک ان اقوال میں چنداں تعارض نہیں ''سبقت واوّلیت'' اضافی چیزیں ہیں۔ ایک ہی شخص یا جماعت کسی کے اعتبار سے سابق اور دوسرے کے اعتبار سے لاحق بن سکتی ہے۔'' (تفسیر عثمانی تحت الآیۃ)

مذکورہ تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ''سابقین اوّلین'' میں شامل ہیں کیونکہ اگر وہ بعض کے ''لاحق'' ہیں تو اکثر کے ''سابق'' بھی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ قبل از فتح مکّہ مسلمین اور پھر مہاجرین میں بھی شامل ہیں۔

سورۃ التوبہ بالاتفاق مدنی ہے اور اس کے واقعات ومضامین اور ترتیب نزولی کے نمبر ۱۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ ۹ھ میں نازل ہوئی۔ کیونکہ غزوہ تبوک رجب ۹ھ میں ہوا اور مشرکین سے عام بے زاری اور قطع تعلقات کا اعلان بھی اس حج کے موقع پر کیا گیا جو ذی الحج ۹ھ میں ادا کیا گیا تھا۔

زیر بحث آیت میں بصیغۂ ماضی، مستقبل میں مہاجرین وانصار کی احسان کے ساتھ پیروی کرنے والوں کو ویسی ہی بشارات دی گئی ہیں ظاہر ہے کہ اس پیروی میں ''امورِ خلافت'' بھی شامل ہیں تو جس طرح مستقبل میں دیگر احکام میں اخلاص

کے ساتھ ''سابقینِ اوّلین'' کی پیروی کرنے والے وعدہ مغفرت ورضوان کے مصداق ہوسکتے ہیں تو امورِ خلافت میں پیروی کرنے والے بھی ''موعودلہم'' میں شامل ہوسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آئیڈیل ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے اپنی سلطنت کے نظم ونسق کو فاروقی اصولوں پر استوار کیا تھا۔ ملاحظہ ہو (''**الاسلام والحضارۃ العربیۃ**'' جلد: دوم، صفحہ: ۱۴۶)

مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی امیر پاکستان شریعت کونسل پنجاب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت سیدنا امام حسن رضی اللّٰہ عنہ نے تو حضرت سیدنا امام معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری کرتے ہوئے جو معاہدہ کیا تھا اس میں بصراحت یہ تحریر کیا تھا کہ:

ہم ان (یعنی امام معاویہ رضی اللّٰہ عنہ) سے اس وقت تک کوئی تعرض نہ کریں گے جب تک وہ لوگوں کے درمیان کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور خلفائے راشدین کے طریقہ کے مطابق حکومت کریں گے۔

(جلاء العیون، صفحہ: ۲۵۴۔ بحوالہ سال نامہ سرخرو، لاہور۔ امیر عزیمت شہید نمبر، صفحہ: ۵۷۱)

یہ ایک مسلّمہ تاریخی حقیقت ہے (جسے کوئی بھی طبقہ ہرگز نہیں جھٹلا سکتا) کہ حضرت حسن رضی اللّٰہ عنہ (م ۵۰ھ) اور حضرت حسین رضی اللّٰہ عنہ (م ۶۱ھ) نہ صرف یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ سے کوئی تعرض نہیں کیا بلکہ زندگی بھر ان کے دست وبازو اور معاون رہے۔ اس سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کتاب اللّٰہ، سنت رسول اللّٰہ اور خلفائے راشدین کے طریقہ کے مطابق حکومت کرتے رہے۔ بصورت دیگر حضرات حسنین کریمین رضی اللّٰہ عنہما ضرور ان سے تعرّض کرتے۔ پھر ایسے خلیفہ کو زمرۂ خلفائے راشدین اور آیتِ استخلاف کے مصداق سے کیوں کر خارج کیا جاسکتا ہے؟

حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے دورِ خلافت راشدہ پر مفصّل ومدلّل بحث ایک مستقل مضمون میں پیش کی جائے گی۔ یہاں صرف آیت استخلاف میں ماضی کے صیغوں کا مستقبل پر اطلاق زیر بحث ہے۔

آیت استخلاف میں وعدہ استخلاف کو ماضی کے صیغے اور ''منکم'' کی وجہ سے ان حضرات کے ساتھ ہی خاص کر دیا جائے جو نزولِ آیت کے وقت ایمان لا چکے تھے تو معاندین یہ دعویٰ بھی کر سکتے ہیں (بلکہ کر چکے ہیں) کہ ''**رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ**'' میں چونکہ ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے اس لیے اس سے مراد نزولِ آیت کے وقت مسلمان ہیں اور بعد میں شرفِ صحابیت حاصل کرنے والے اس کا مصداق نہیں ہوسکتے۔

قرآن مجید میں ''**رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ**'' کے الفاظ سورۃ البیّنہ آیت ۸، ترتیب نزول ۱۰۰، سورہ المجادلہ آیت ۲۲، ترتیبِ نزول ۱۰۵، سورۃ المائدہ آیت ۱۱۹ ترتیبِ نزول ۱۱۲، سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰، ترتیب نزول ۱۱۳ میں چار مقامات پر آئے ہیں۔ کیا اس کے بعد شرف صحابیت حاصل کرنے والے محض ماضی کے صیغوں کی وجہ سے ان آیات کا مصداق ہونے سے خارج ہوجائیں گے؟

جب کہ سورۃ التوبہ کی زیر بحث آیت کی رو سے تو اس کے عموم میں اتباع بالاحسان کی شرط کے ساتھ ساری امّت کو شریک کر دیا گیا ہے کہ بعد کے ادوار میں جب بھی اور جو شخص بھی مہاجرین وانصار کی اخلاص کے ساتھ پیروی کرے گا وہ وعدۂ رضوان ومغفرت میں شامل متصور ہوگا۔

(۴) اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا. اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيمًا. (سورۃ النساء: ۵۳۔۵۴)

ترجمہ: کیا ان کے لیے کوئی حصہ ہے حکومت میں۔ اگر ایسا ہوتا تو نہ دیتے یہ لوگوں کو تِل برابر۔ کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (وہ حسد کی آگ میں جلا کریں) ہم نے مرحمت فرمادی ہے ابراہیم کے گھرانے کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرمادی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت۔

آیت میں ''ملک'' سے مراد الٰہی اقتدار واختیار ہے اور ''الناس'' سے مراد مسلمان ہیں۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہود کا الٰہی اقتدار واختیار میں ہرگز کوئی حصہ نہیں ہے اگر یہ حاکم ہو جائیں تو اپنے بخل کی وجہ سے کسی کو تِل برابر بھی نہیں دیں گے۔

علاوہ ازیں یہ بنی اسماعیل کو کتاب وحکمت اور سلطنت وخلافت عطا کر دیے جانے کی وجہ سے ان سے حسد کر رہے ہیں لیکن ہم آل ابراہیم (بنی اسماعیل) کو کتاب وحکمت کے ساتھ ساتھ عظیم الشان خلافت اور سلطنت وحکومت بخش چکے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نزول آیت کے وقت یہ وعدہ مکمل طور پر ظاہر نہیں ہوا تھا اور نہ ہی خلافت وحکومت عطا ہوئی تھی۔ مستقبل میں یہ وعدہ ظہور پذیر ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے بصیغۂ ماضی ''اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيمًا'' اس کا اعلان فرمایا کہ فیصلۂ الٰہی صادر ہو چکا ہے۔

اس آیت سے ایک لطیف نکتہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت وخلافت، کتاب وحکمت کے ثمرات ونتائج میں سے ہے جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو کتاب وحکمت کی نعمت عطا فرماتا ہے اور وہ قوم اخلاص کے ساتھ اسے قبول بھی کر لیتی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو امامت وخلافت کا منصب بھی سونپ دیا گیا۔ زیر بحث آیت میں فعل ''اٰتَيْنَا'' کے تکرار میں عظیم بلاغت پائی جاتی ہے کہ یہود کا سارا حسد تو اسی وجہ سے تھا کہ وہ جانتے تھے کہ اس قرآن کے ساتھ خلافت فی الارض بھی وابستہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس حسد پر کاری ضرب لگانے کے لیے بصیغۂ ماضی فرمایا:

''فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيمًا'' کہ ہم نے نہ صرف کتاب وحکمت بنی اسماعیل کو دی بلکہ اس کے ساتھ ہی ایک عظیم سلطنت بھی ان کو دی۔

اسی وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عہد خیر القرون میں آل ابراہیم وبنی اسماعیل کے ایک ممتاز فرد صحابیٔ رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ۶۵ لاکھ مربع میل پر مشتمل وسیع وعظیم سلطنت عطا فرمائی جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ سلطنت گیارہ لاکھ مربع میل، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بائیس لاکھ مربع میل، حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں چوالیس لاکھ مربع میل، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بائیس لاکھ مربع میل اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ششماہی دور میں بھی بائیس لاکھ مربع میل پر مشتمل تھی۔

(۵) وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ. یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ. (سورۃ المائدہ:۲۰،۲۱)

ترجمہ: اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے، اے میری قوم! یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا۔ جب بنائے اس نے تم میں سے انبیا اور بنایا تمہیں حکمران اور عطا فرمایا تمہیں جو نہیں عطا فرمایا تھا کسی کو سارے جہانوں میں۔ اے میری قوم داخل ہو جاؤ اس پاک زمین میں جسے لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اور نہ پیچھے ہٹو پیٹھ پھیرتے ورنہ تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ماضی کے صیغے سے بادشاہ بنانے کا وعدہ کیا جو مستقبل سے متعلق ہے۔ یہ وعدوں کی قطعیت کے اظہار کا ایک بلیغ اسلوب ہے جو قرآن میں متعدد مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ گویا یہ وعدے محض وعدے نہیں بلکہ واقعات ہیں جو واقع ہو چکے ہیں۔

اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل میں بعض انبیاء مبعوث ہو چکے تھے لیکن نبوت کا غیر منقطع سلسلہ آپ کے بعد شروع ہوا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک جاری رہا۔ بادشاہوں کے سلسلے کا تعلق تمام تر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہی کے دور سے متعلق ہے۔

یہاں اسلوب کا یہ فرق بھی قابل لحاظ ہے کہ سلسلۂ نبوت کی تعبیر کے لیے تو فرمایا ''جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ'' (تم میں انبیا بنائے) جب کہ سلسلۂ بادشاہی کے لیے فرمایا ''وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا'' (اور تم کو بادشاہ بنایا)

اس فرق سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت ایک مرتبۂ اختصاص ہے جو صرف اس سے مخصوص ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس منصب پر فائز فرماتا ہے، دوسرے اس میں شریک نہیں ہوتے۔

اس کے برعکس بادشاہی ایک منصب اجتماعی ہے جس میں بادشاہ کے ساتھ اس کی پوری قوم حصہ دار ہوتی ہے۔ اگر کسی بادشاہی میں قوم شریک نہ ہو تو وہ استبداد اور مطلق العنانی ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے مذکورہ خطاب اس وقت فرمایا ہے جب وہ اس کو ارض مقدسہ پر حملہ کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ظہور میں نہیں آئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام کے توسط سے بصیغۂ ماضی مستقبل سے متعلق یہ وعدے فرمائے جو آگے چل کر پورے ہوئے۔

مذکورہ قرآنی مثالوں سے جہاں صیغۂ ماضی سے مستقبل کے معنیٰ مراد لینے کا اشکال رفع ہو گیا ہے وہاں یہ مؤقف

بھی صحیح ثابت ہوگیا ہے کہ وعدۂ استخلاف اپنی شرائط کے ساتھ پوری امّت سے ہے جب کہ خلفا صحابہ رضی اللہ عنہم اس وعدہ کے اوّلین مصداق ہیں اور کوئی مومن بالقرآن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفا صحابہ رضی اللہ عنہم سے خارج نہیں کرسکتا۔ لہٰذا وہ بھی آیت استخلاف کے مصداق ہوگئے ہیں۔ بعض حضرات آیت استخلاف کے لفظ ''منکم'' سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر اس سے عام امّت مراد ہوتی تو لفظ ''منکم'' زائد اور بے فائدہ ہوجاتا اور اللہ تعالیٰ کا کلام زائد و بے فائدہ لفظوں سے پاک ہے۔ لہٰذا وعدہ استخلاف ان لوگوں سے ہے جو نزول آیت کے وقت موجود تھے۔ اور نزول سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔

مشہور مناظر اسلام مولانا اللہ یار خان صاحب فرماتے ہیں کہ:

''حقیقت یہ ہے کہ ضمیر حاضرین سے خاص ہے اگر کسی مقام پر غائبین کو حاضرین میں داخل کیا جاتا ہے تو وہ خارجی دلائل کی بنا پر ہوتا ہے۔ مثلاً اس پر اجماعِ امّت ہے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک جائے گا لہٰذا اس بنا پر عبادات مثلاً نماز، روزہ وغیرہ کے احکام، حلال وحرام کے احکام، نکاح وطلاق کے احکام اور میراث وغیرہ کے احکام میں غائبین کو حاضرین میں داخل کیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا ضروریات دین سے ہے کیونکہ احکامی آیات اس امر کی متقاضی ہوتی ہیں مگر یہ آیت تو انعامی ہے احکامی نہیں لہٰذا غائبین کو حاضرین میں شامل کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ''منکم'' میں ''من'' بعضیہ ہے بیانیہ نہیں کیونکہ ضمائر پر جو ''من'' داخل ہوتا ہے وہ بعضیہ ہے۔'' (الدین الخالص، ۲۱۱، ۲۴۳۔ مطبوعہ ادارہ نقشبندیہ اویسیہ چکوال)

موصوف کا یہ استدلال نہایت ہی کمزور ہے کہ آیت استخلاف محض انعامی ہے، احکامی نہیں لہٰذا غائبین اس میں شامل نہیں ہوسکتے۔ اور اگر بالفرض اسے محض انعامی ہی قرار دیا جائے تو اس سے یہ نتیجہ کس طرح اخذ کرلیا گیا کہ اس انعام کے مستحق نزول آیت کے وقت کے مؤمنین ہی ہیں آئندہ کے مؤمنین اس انعام سے محروم سمجھے جائیں گے؟

امام اہل سنّت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ فرماتے ہیں کہ:

''اس آیت استخلاف کا ربط سابقہ آیات سے یہ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں حق تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اپنے دلائلِ قدرت و وحدانیت بیان فرما کر ان کو ایمان لانے کی ترغیب دی ہے۔ یہ آیت استخلاف اس ترغیب کا تکملہ اور تتمّہ ہے کہ دیکھو ایمان والوں کے لیے اس دنیا میں اِن اِن انعامات کا ہم نے وعدہ کیا ہے۔ اگر تم ایمان لاؤ تو ان انعامات سے تم بھی فیض یاب ہوگے۔'' (تحفہ خلافت، ص: ۱۱۰۔ مطبوعہ تحریکِ خدّام اہل سنّت جہلم)

موصوف کی توضیح سے ثابت ہوگیا ہے کہ وعدہ استخلاف میں مستقبل کے مؤمنین بھی شامل ہیں۔

جمہور اہلِ اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ خلیفہ کا مقرر کرنا امّت کے لیے واجب ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک خلافتِ اسلامیہ کا قیام دین کے سب سے بڑے واجبات میں سے ہے۔ خلافت صرف انعام کے طور پر ہی نہیں عطا کی جاتی بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت، دینِ اسلام کی حفاظت اور امورِ دنیا کے نظم و نسق جیسے اہم مقاصد کے حصول کے لیے عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''خلافتِ عامّہ اس عمومی سربراہی اور ریاستِ عامّہ کا نام ہے جو اقامتِ دین کے کام کی تکمیل کے لیے وجود میں آئے۔اس اقامتِ دین کے دائرہ کار میں علومِ دینیہ کا احیاء، ارکانِ اسلام کا قیام، جہاد اور اس کے متعلقات کا انتظام مثلاً لشکروں کی ترتیب، جنگ میں حصہ لینے والوں کے حصص و مالِ غنیمت میں ان کا حق، نظامِ قضا کا اجراء، حدود کا قائم کرنا، مظالم وشکایات کا ازالہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کی ادائیگی شامل ہے اور یہ سب آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نیابت اور نمائندگی میں ہونا چاہیے۔'' (موصوف اس تعریف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ)

''ریاستِ عامّہ کے لفظ سے وہ علما خارج ہوگئے جو علومِ دینیہ کی تعلیم دیا کرتے ہیں اور شہر کے قاضی اور لشکر کے افسر بھی خارج ہوگئے جو خلیفہ کے حکم سے ان کاموں کو انجام دیتے ہیں اور قرنِ اوّل میں وعظ ونصیحت کرنا بھی خلافت کا ایک ضمیمہ تھا اور دین قائم رکھنے کے لحاظ سے وہ جابر اور ظالم بادشاہ خارج ہوگئے جو ملک پر حکومت وغلبہ حاصل کر کے غیر مشروع طریقہ سے خراج وصول کرتے ہیں۔اور بالفعل (بالتعدی) کے لفظ سے وہ شخص خارج ہوگیا جو اگرچہ کامل طور پر دین قائم رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اپنے ہم عصر لوگوں سے افضل بھی ہو لیکن بالفعل اس کے ہاتھوں سے کوئی کام امورِ مذکورہ میں سے انجام نہ پائے۔پس ایسا شخص خلیفہ نہیں ہوسکتا جو پوشیدہ ہو اور جس کو فتح وغلبہ حاصل نہ ہو اور نیابتِ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی قید انبیا کو خارج کردیتی ہے کیونکہ بحث آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خلافت میں ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام خلیفۃ اللّٰہ تھے۔یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے خلیفۃ اللّٰہ کا لقب پسند نہ کیا اور فرمایا مجھے خلیفۃ الرسول کہا کرو۔'' (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، جلد: اوّل، صفحہ:۱۳۔۱۶)

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ خلافت وامارت وہ عمومی ریاست ہے جو نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نیابت میں اقامتِ دین اور حفاظتِ دین کے فرائض سرانجام دیتی ہو۔تو اب سوال یہ ہے کہ کیا اقامتِ دین اور حفاظتِ دین کا فریضہ صرف آیتِ استخلاف کے نزول کے وقت حاضر مؤمنین کے ساتھ ہی خاص تھا؟ کیا خلافتِ اسلامیہ کا قیام واجباتِ دین میں سے نہیں ہے؟ کیا مقاصدِ خلافت ضروریاتِ دین میں سے نہیں ہیں؟ کیا وعدہ استخلاف محض انعامی ہے احکامی نہیں؟

یقیناً زیر بحث آیت میں وعدہ خلافت باعتبار اہمیت انعامی کے ساتھ ساتھ احکامی بھی ہے۔کیونکہ خلافتِ موعودہ اقامتِ دین، تمکینِ دین اور امن وغیرہ جیسی مطلوبہ نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے۔

لہٰذا خلفا صحابہ رضی اللّٰہ عنہم بشمول حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ تو آیت استخلاف کے اوّلین مصداق ہیں ہی مگر ان کے ساتھ ساتھ غائبین بھی شرائط استخلاف کے ساتھ آیت کے عموم میں شامل ہیں۔

جہاں تک آیت میں ''منکم'' میں ''من'' کے بعضیہ ہونے کا تعلق ہے تو مخالفین اور اعدائے صحابہ رضی اللّٰہ عنہم نے اسی تصور کے پیشِ نظر ایک دوسری آیت کو تختۂ مشق بنایا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. (سورۃ الفتح:۲۹)

ترجمہ: اللّٰہ نے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجرِ عظیم کا۔

یہاں بھی ''من'' ضمیر پر ہی داخل ہے جو مولانا اللّٰہ یار خان صاحبؒ کے اصول کے مطابق ''بعضیہ'' ہے۔اہلِ تشیع کا

موَقف بھی یہی ہے جس سے انہوں نے مذکورہ آیت میں ''من'' کو تبعیضیہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ''آیت میں جملہ صحابہ کی مغفرت کے لیے وعدہ نہیں کیا گیا بلکہ ''منہم'' کی بنا پر صرف وہ صحابہ اس وعدہ الٰہی میں شامل ہیں جن کے لیے ایمان اور عمل صالح ثابت ہو۔''

جب کہ مفسرین کرام نے ''منہم'' کے باوجود جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم (موجودین وغائبین) کو آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت کے سب اصحاب ایسے ہی تھے...... بعض دوسرے بزرگوں نے ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا'' کو علی الترتیب خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم پر تقسیم کر دیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت تمام جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہیئتِ مجموعی مدح ومنقبت پر مشتمل ہے۔ خصوصاً اصحابِ بیعتِ رضوان کی، جن کا ذکر آغاز سورۃ سے برابر چلا آ رہا ہے۔'' (تفسیر عثمانی: تحت الآیۃ)

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ:

یہ ضمیر ''منہم'' کی ''الذین معہٗ'' کی طرف نہیں پھر سکتی ورنہ معاذ اللہ کلام میں تعارض ہو جائے گا کیونکہ ''الذین معہٗ'' کے جو اوصاف اوپر بیان فرمائے ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ وہ سب کے سب مومن صالح تھے۔ یہ غیر ممکن ہے کہ ان میں کچھ لوگ صالح ہوں، کچھ غیر صالح بلکہ یہ ضمیر اس جماعت کی طرف پھر رہی ہے جس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو بعد میں داخل اسلام ہوئے۔ کھیتی کی مثال سے اسلام کی ترقی اور نئے لوگوں کا اس میں داخل ہونا مفہوم ہو رہا ہے۔ (تحفۂ خلافت: صفحہ: ۵۱۸، تحت تفسیر آیت معیّت)

اس عبارت میں موصوف نے جہاں اہل تشیّع کا رد فرمایا ہے وہاں یہ بھی صراحت کی ہے کہ ''منہم'' کی ضمیر کا مرجع ''الذین معہٗ'' نہیں ہے بلکہ یہ ضمیر اس جماعت کی طرف پھر رہی ہے جس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو بعد میں داخلِ اسلام ہوئے۔ حالانکہ یہاں بھی آیت استخلاف کی طرح ''وعد، امنوا، عملوا'' ماضی کے صیغوں کے ساتھ ''من'' ضمیر غائب پر داخل ہے لیکن اس کے باوجود مستقبل کے مومنین پر بھی اس کا اطلاق کیا گیا ہے اور آیت معیّت کے ''منہم'' کو آیت استخلاف کے ''منکم'' کی طرح نہ تو بے کار قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی بعضیہ۔

اب آیت استخلاف اور آیت معیّت دونوں کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ'' (آیت استخلاف)

''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ'' (آیت معیّت)

دونوں آیتوں کے الفاظ میں غائب وحاضر کی ضمیر اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی تقدیم وتاخیر کے علاوہ کوئی فرق نہیں ہے لیکن آیت معیّت میں ماضی کے صیغے اور ''منہم'' کی ضمیر کے باوجود صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی وعدۂ مغفرت اور اجرِ عظیم کا اطلاق کیا گیا ہے۔

آیتِ استخلاف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح کی خلافت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا جس طرح کی خلافت بنی اسرائیل کو عطا کی گئی تھی۔

امام اہل سنّت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ:

''بنی اسرائیل کی خلافت سے باتفاق مفسرین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلافت مراد ہے کہ ان کے بعد تین خلیفہ بڑے جاہ وجلال کے ہوئے۔ حضرت یوشع، حضرت کالب، حضرت یوساقوس۔ ان خلفائے بنی اسرائیل کے حالات اور فتوحات ہمارے تینوں خلفا سے ملتے جلتے ہیں اور بعض مفسرین نے حضرت داؤد کی خلافت مراد لی ہے کہ ان کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کی قوت وشوکت ضرب المثل ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں مراد ہوں۔'' (تحفہ خلافت۔ مجموعہ تفسیر آیاتِ قرآنی، صفحہ:۱۱۳)

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد جب یوشع بن نون کی قیادت میں فلسطین فتح ہوا تو بنی اسرائیل اپنی کوئی متحدہ حکومت قائم نہ کر سکے بلکہ قبائلی عصبیت میں مبتلا ہو گئے۔ ساڑھے تین سو سال سے زائد مدت تک یہی طوائف الملو کی کا دور رہا۔ یہاں تک کہ قوم عمالقہ کے سابقہ مشرک قبائل نے متحدہ محاذ بنا کر بنی اسرائیل کو فلسطین کے بڑے حصے سے بے دخل کر دیا اور تابوت سکینہ بھی چھین لیا۔ اس وقت حضرت سموئیل علیہ السلام نے بحکمِ الٰہی حکومت کا نظم اپنے ایک رفیق جناب طالوت کو سونپ دیا۔ قرآن مجید نے نبی کی زبان سے یہ اعلان کرایا کہ:

''اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا'' (سورۃ البقرہ:۲۴۷)

ترجمہ:　بے شک اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا ہے۔

پھر ان ہی کی زیرِ قیادت تین سو تیرہ (۳۱۳) مؤمنین صالحین کی مختصر سی فوج نے جالوت اور اس کے بڑے لشکر کا مقابلہ کرتے ہوئے اسے شکست سے دوچار کر دیا۔ جالوت حضرت داؤد کے ہاتھ سے مارا گیا جو اس وقت بالکل نوعمر تھے اور طالوت کی فوج میں ایک سپاہی کی حیثیت سے شامل تھے۔ اس عظیم فتح کے بعد بنی اسرائیل کی مستحکم حکومت شام وفلسطین میں قائم ہوئی اور طوائف الملو کی کا دور ختم ہوا۔ حضرت طالوت کی حکومت تقریباً ۱۶ سال ۱۰۲۰ ق م سے لے کر ۱۰۰۴ ق م تک قائم رہی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت بھی تقریباً چالیس سال ۹۶۵ ق م سے لے کر ۹۲۶ ق م تک قائم رہی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے (حبعام) ۱۷ سال تک عدل وتقویٰ کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے بالآخر قوم کی اخلاقی برائیوں کے باعث ان کی حکومت زوال پذیر ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جو خلافت عطا فرمائی تھی (جس کے ساتھ آیت استخلاف میں خلافت محمدیہ کو تشبیہ دی گئی) اس کی کل مدت ایک سو تیرہ (۱۱۳) سال بنتی ہے۔

مذکورہ تمام خلافتیں وحکومتیں اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ تھیں۔ آیت استخلاف میں اسی طرح کی خلافت امّت مسلمہ کو بھی دینے کا وعدہ کیا گیا کہ وہ خلافت بھی تقریباً اتنی ہی مدت تک قائم رہے گی اور اس کی پسندیدہ بھی ہوگی۔ اگر اس مدت سے زیادہ ہو جائے تو تشبیہ کے خلاف نہیں کیونکہ آیت میں تشبیہ صرف استخلاف کو نہیں دی گئی بلکہ نوعیت وکیفیت استخلاف کو نوعیت وکیفیت

استخلاف سے دی گئی ہے۔ اگر یہ نہ سمجھا جائے تو تشبیہ سے کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ عطائے اقتدار میں مشابہت ہونے سے کیا فائدہ؟ یہ مشابہت تو اسے ہر سلطنت وحکومت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے خواہ وہ اہل حق کی سلطنت ہو یا غیر مسلموں کی۔ اس میں اہل ایمان کے اقتدار کی کیا تخصیص ہے؟

ان تصریحات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ آیتِ استخلاف کے عموم میں وعدۂ استخلاف پوری امت مسلمہ بالخصوص صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم سے ہے جو آیت مقدسہ کے اوّلین مخاطب تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ بھی بحیثیت صحابی یقیناً آیت استخلاف کے مصداق ہیں نیز آیت کریمہ کو خلفائے اربعہ تک محدود کرنے اور حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو اس سے خارج کرنے سے ''وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' کی وعید میں شامل ہونے کا بھی احتمال ہے۔ جب کہ حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو اس کا مصداق قرار دینے سے نہ تو خلفائے اربعہ رضی اللّٰہ عنہم کی تنقیص لازم آتی ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا کوئی دینی خطرہ پایا جاتا ہے۔

اگر بالفرض آیت استخلاف میں وعدۂ استخلاف سے موعود خلفائے اربعہ رضی اللّٰہ عنہم کو ہی قرار دیا جائے تو پھر بھی حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ اس کے مصداق ہیں کیونکہ آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ خلفائے اربعہ رضی اللّٰہ عنہم کے علاوہ دوسروں کو خلافت عطا نہیں کریں گے۔ اس کا یہ مفہوم اخذ کرنا صحیح نہیں ہے کہ خلفائے اربعہ رضی اللّٰہ عنہم سے چونکہ خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے اس لیے وہ خلفائے راشدین ہیں اور نزول آیت کے وقت مشرف بہ اسلام نہ ہونے والوں سے ایسا وعدہ نہیں کیا گیا اس لیے وہ غیر راشد خلفا ہیں۔ یہ ''مفہوم مخالف'' ہے اور مفہوم مخالف بالخصوص احناف کے نزدیک وجوہِ فاسدہ میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا مفہومِ مخالف مراد لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کی نفی کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ خلافت کے لیے صرف ''موعود لہم'' ہونا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اہلِ حلّ وعقد کی طرف سے تقرری اور بیعت بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے اربعہ رضی اللّٰہ عنہم کے بعد آیتِ تمکین اور آیتِ استخلاف کی رو سے موعود لہم کی موجودگی کے باوجود ان میں سے نہ تو کسی کی تقرری عمل میں آئی اور نہ ہی کسی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ کی شہادت کے بعد دار الخلافہ کوفہ میں موجود اہلِ حلّ وعقد نے حضرت حسن رضی اللّٰہ عنہ کو منصبِ خلافت پر فائز کر دیا جنہوں نے چھ ماہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری اختیار کر لی۔ اس طرح حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ (جو خود بھی از روئے قرآن مجید راشد ہیں) ایک خلیفہ راشد حضرت حسن رضی اللّٰہ عنہ اور اہلِ حلّ وعقد کی تجویز اور بیعتِ عامّہ کی بنا پر سریر آرائے خلافت ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ان ''راشدین'' نے کسی غیر راشد شخص کو منصب خلافت پر فائز نہیں کیا تھا اور نہ ہی حضرت حسن رضی اللّٰہ عنہ خلافت سے اس بنا پر دست بردار ہوئے تھے کہ اب حدیثِ سفینہ رضی اللّٰہ عنہ کی رو سے خلافتِ راشدہ کی تیس سالہ مدّت ختم ہوگئی ہے۔

نوٹ: حدیث سفینہ پر جامع اور مفصّل بحث ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

مرادِ نبیؐ، دامادِ علیؓ، فاتح روم وایران، خلیفۂ راشد
سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد عرفان الحق

چاروں طرف سناٹا چھا چکا تھا۔ وہ رات کی تاریکی میں چلتا چلتا تین میل دور نکل آیا تھا۔ اچانک اسے ایک طرف آگ جلتی نظر آئی تو وہ اسی طرف ہو لیا۔ قریب جا کر دیکھا تو ایک عورت چولہے پر ہنڈیا رکھے کچھ پکا رہی ہے اور قریب دو تین بچے رو رہے ہیں۔ عورت سے صورت حال دریافت کرنے پر اسے علم ہوا کہ یہ اس عورت کے بچے ہیں جو اشیاء خورونوش کی عدم دستیابی کے باعث کئی پہر سے بھوکے ہیں اور وہ محض ان کو بہلا کر سلانے کے لیے ہنڈیا میں صرف پانی ڈال کر ہی ابالے جا رہی ہے۔ یہ سنتے ہی اس طویل قامت شخص کے بارعب چہرے پر تفکرات کے آثار امڈ آئے۔ وہ یک دم واپس مڑا اور پیدل ہی چلتا ہوا اپنے ٹھکانہ پر پہنچا۔ کچھ سامان خورد ونوش نکال کر اپنے خادم سے کہا ''اسلم! یہ سامان کی گٹھڑی میری پیٹھ پر لاد دو'' خادم نے جواباً کہا کہ میں اپنی پیٹھ پر اٹھا لیتا ہوں مگر طویل قامت اور بارعب شخصیت نے کہا روزِ محشر مجھے اپنا بوجھ خود ہی اٹھانا ہے۔ المختصر یہ کہ اس نے اپنی پشت پر سامان لادا اور پیدل ہی تین میل کا فاصلہ طے کر کے اس ضرورت مند عورت اور اس کے بھوک سے بے تاب بچوں کو وہ سامان دیا۔ جب تک بچوں نے کھانا کھا نہیں لیا تب تک وہیں بیٹھا رہا۔ پھر بچوں کو کھاتا دیکھ کر رات کی تاریکی ہی میں خوشی سے واپس آ گیا۔ طویل قامت اور بارعب شخصیت کو مسلم امہ خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے جو عموماً رات کو رعایا کے احوال سے آگاہی کے لیے گشت کیا کرتے تھے۔ آپ پاکستان سے تین گنا وسیع سلطنت کے خلیفہ تھے۔ مگر اپنی رعایا کے احوال سے کبھی بے خبر اور لاپرواہ نہ ہوئے۔

آپ کا اسم گرامی ''عمر''، لقب ''فاروق'' اور کنیت ''ابوحفص'' ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک نویں پشت پر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت عام الفیل کے تیرہ سال بعد ہوئی اور آپ ستائیس سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ چوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے لیے بہت دعا فرمایا کرتے تھے اس لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اپنی جگہ سے چند قدم آگے چل کر آپ کو گلے لگایا اور آپ کے سینہ مبارک پر دست نبوت پھیر کر دعا دی کہ اللہ ان کے سینہ سے کینہ و عداوت کو نکال کر ایمان سے بھر دے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر مبارک باد دینے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اسلام کی

شوکت وسطوت میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا اور مسلمانوں نے بیت اللہ شریف میں اعلانیہ نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ آپ وہ واحد صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اعلانیہ اسلام قبول کیا اور اعلانیہ ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے موقع پر طواف کعبہ کیا اور کفار مکہ کو للکار کر کہا کہ میں ہجرت کرنے لگا ہوں یہ مت سوچنا کہ عمر چھپ کر بھاگ گیا ہے، جسے اپنے بچے یتیم اور بیوی بیوہ کرانی ہو وہ آ کر مجھے روک لے۔ مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی کے آپ کے مقابل آتا۔

ہجرت کے بعد سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہے۔ غزوۂ بدر میں اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ غزوۂ احد میں انتشار کے باوجود اپنا مورچہ نہیں چھوڑا۔ غزوۂ خندق میں خندق کے ایک طرف کی حفاظت آپ کے سپرد تھی بعدازاں بطور یادگار یہاں آپ کے نام پر ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ غزوۂ بنی مصطلق میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کافر جاسوس کو گرفتار کر کے دشمن کے تمام حالات دریافت کر کے اسے قتل کر دیا تھا اس وجہ سے کفار پر دہشت طاری ہوگئی۔ غزوۂ حدیبیہ میں آپ مغلوبانہ صلح پر راضی نہ ہوتے تھے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سرِ تسلیم خم کیا۔ اور جب سورۂ فتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ سورت سنائی کیوں کہ اس میں بڑی خوش خبری اور فضیلت آپ رضی اللہ عنہ ہی کے لیے تھی۔ غزوۂ خیبر میں رات پہرے کے دوران ایک یہودی کو گرفتار کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ اس سے حاصل شدہ معلومات فتح خیبر کا ایک اہم سبب ثابت ہوئیں۔ غزوۂ حنین میں مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی سرداری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مرحمت کی گئی۔ فتح مکہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کعبہ میں عمرہ یا طواف کی اجازت طلب کی تو نبی علیہ السلام نے اجازت کے ساتھ فرمایا ''اے میرے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں بھی شریک رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا''۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک جملہ کے عوض اگر مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو میں خوش نہ ہوں گا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفر ونفاق کے مقابلہ میں بہت جلال والے تھے اور کفار ومنافقین سے شدید نفرت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی و منافق کے مابین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا مگر منافق نہ مانا اور آپ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کے لیے کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب علم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد یہ آپ سے فیصلہ کروانے آیا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر کے فرمایا جو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں مانتا میرے لیے اس کا یہی فیصلہ ہے۔ کئی مواقع پر جو رائے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر فرمائی قرآن کریم کی آیات مبارکہ اس کی تائید میں نازل ہوئیں۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پردہ، قیدیانِ بدر، مقامِ ابراہیم پر نماز، حرمتِ شراب، کسی کے گھر میں داخلہ سے پہلے اجازت، تطہیرِ سیدہ عائشہ رضی اللہ جیسے اہم معاملات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے، مشورہ اور سوچ کے موافق قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں۔ علماء وفقہاء کے مطابق تقریباً 25 آیات قرآنیہ ایسی ہیں جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تائید میں نازل ہوئیں۔

جب آپ تختِ خلافت اسلامیہ پر متمکن ہوئے تو اعلان فرمادیا کہ میری جو بات قابل اعتراض ہو مجھے اس پر برسرِ عام ٹوک دیا جائے۔ ''امیر المؤمنین'' کا لفظ سب سے پہلے آپ ہی کے لیے استعمال ہوا۔ اپنی خلافت میں رات کو رعایا کے حالات سے آگاہی کے لیے گشت کیا کرتے تھے۔ اپنے دورِ خلافت میں اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ 3 ہزار مقرر کیا جب کہ حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا 5،5 ہزار اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا 4 ہزار وظیفہ مقرر کیا۔ آپ نے 17 ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ وسیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور 40 ہزار درہم مہر ادا فرمایا۔

آپ نے اپنے حکام کو باریک کپڑا پہننے، چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھانے اور دروازے پر دربان رکھنے سے سختی سے منع کر رکھا تھا۔ مختلف اوقات میں اپنے مقرر کردہ حکام کی جانچ پڑتال بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ملک شام تشریف لے گئے اس وقت حاکم شام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے عمدہ لباس پہنا ہوا تھا اور دروازہ پر دربان بھی مقرر کیا ہوا تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ یہ سرحدی علاقہ ہے اور یہاں دشمن کے جاسوس بہت ہوتے ہیں اس لیے میں نے ایسا کیا ہوا ہے تاکہ دشمنوں پر رعب ودبدبہ رہے۔ یہ معقول جواب سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مطمئن ہوگئے۔

اپنے دور خلافت میں مصر، ایران، روم اور شام جیسے بڑے ملک فتح کیے۔ 1 ہزار 36 شہر مع ان کے مضافات فتح کیے۔ مفتوحہ جگہ پر فوراً مسجد تعمیر کی جاتی۔ آپ کے زمانہ میں 4 ہزار مساجد عام نمازوں اور 9 سو مساجد نماز جمعہ کے لیے بنیں۔ قبلۂ اول بیت المقدس بھی دور فاروقی میں بغیر لڑائی کے فتح ہوا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فاروقی حکم سے جب بیت المقدس پہنچے تو وہاں کے یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا کہ ہماری کتابوں کے مطابق فاتح بیت المقدس کا حلیہ آپ جیسا نہیں لہٰذا آپ اسے فتح نہیں کرسکتے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط میں صورت حال لکھ بھیجی اور پھر جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیت المقدس آمد پر چابیاں آپ کے حوالہ کی گئیں کیوں کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے آپ کا حلیہ مبارک اپنی کتابوں کے مطابق پالیا تھا۔ انہی سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فتح مصر کے بعد ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خط اطلاع دی کہ دریائے نیل ہر سال خشک ہوجاتا ہے اور لوگ ہر سال ایک خوب رو دوشیزہ کی بھینٹ چڑھاتے ہیں تو دریا میں پانی اتر آتا ہے۔ تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواباً ایک خط تحریر فرما کر روانہ کیا کہ یہ خط دریا کی ریت میں دبا دیا جائے۔ جیسے ہی خط دبایا گیا تو دریائے نیل میں پانی چڑھ آیا بلکہ پہلے سے چھ گنا زیادہ پانی ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خط کا مضمون یہ تھا کہ اے دریا! اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور اگر تو اللہ کی مرضی سے بہتا ہے تو بہتا رہ۔

کئی قرآنی وعدے اور نبوی خوش خبریاں آپ رضی اللہ عنہ ہی کے دور خلافت میں پوری ہوئیں۔ فاروقی دور

خلافت میں اسلامی سلطنت 22 لاکھ مربع میل کے وسیع رقبہ پر محیط تھی۔ پولیس کا محکمہ بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی نے قائم فرمایا تھا۔ کئی علاقوں میں قرآن اور دینی مسائل کی تعلیمات کے لیے حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابی ابن کعب، حضرت ابوالدرداء، حضرت سعد اور حضرت ابوموسیٰ اشعری وغیرہ جیسے اجلّہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مقرر فرمایا۔ آپؓ کا دورِ خلافت بہت مبارک اور اشاعت و اظہارِ اسلام کا باعث تھا۔ 27 ذی الحجہ بروز بدھ ایرانی مجوسی ابو لؤلؤ فیروز نے نمازِ فجر کی ادائیگی کے دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مار کر شدید زخمی کر دیا۔ اور یکم محرم الحرام بروز اتوار اسلام کا یہ بطلِ جلیل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ثمر، اسلامی خلافت کا تاج دار 63 سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ آپؓ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ روضہ نبوی میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبروں کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بنائی گئی۔

رہبر عمرؓ مرشد عمرؓ آقا عمرؓ مولا عمرؓ — برتر عمرؓ بالا عمرؓ اعلیٰ عمرؓ اولیٰ عمرؓ
ذات نبیٔ پاکؐ پر سَو جان سے شیدا عمرؓ — ایمان میں، ایقان میں، احسان میں یکتا عمرؓ
ما بعدِ ختم المرسلینؐ کوئی نبی اٹھنا نہیں — یہ سلسلہ چلتا اگر تو اک نبی ہوتا عمرؓ
بادِ بہاری کی طرح گزرا عراق و روم سے — ابرِ کرم بن کر اٹھا ایران پر برسا عمرؓ

تمام مسلمانوں کو اسلامی سالِ نو 1433ھ مبارک

38 اڑتیسویں سالانہ

مجلسِ ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

بیاد

سبطِ رسول، جگر گوشۂ بتول، سوارِ دوشِ رسولؐ، ریحانۃ النبی، مظلومِ کربلا
شہیدِ غیرت، شبیہِ مصطفیٰ، پیکرِ صدق وصفا، قتیلِ سازشِ ابنِ سبا

سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ ورضوانہ علیہما

بانی

ابنِ امیرِ شریعت
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

10 محرم 1433ھ 11 بجے تا نمازِ عصر

خصوصی خطاب

آلِ نبی، اولادِ علی، خطیب بنی ہاشم
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

تاریخ وسیرت کی روشنی میں تذکار وافکارِ حسینؓ اور حقیقتِ حادثۂ کربلا بیان کریں گے

زیرِ اہتمام: مجلس محبانِ اہل بیت وآل واصحابِ رسول۔ ملتان
061 - 4511961
0300-6326621

صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ

مولانا عبدالقدوس ہاشمی

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے ساتھ مسجد کے باہر کی طرف جانب شمال ایک چبوترہ تھا۔ اس چبوترے پر ساری مسجد نبوی کی طرح کھجور کی پتیوں سے ایک چھپر ڈال دیا گیا تھا۔ اس کو صفۃ المسجد کہا جاتا تھا جو بعد کو مختصر ہو کر ''الصفہ'' کہلانے لگا۔ مختلف زمانوں میں وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو بے خانماں تھے، وہ اس چبوترے پر رہا کرتے تھے اور دن کے وقت وہاں بیٹھ کر دوسرے صحابہ کرام بھی قرآن مجید یاد کرتے تھے۔ مختلف اوقات میں مختلف بزرگوں کی یہی چبوترہ رہائش گاہ رہا ہے، کسی کے لیے طویل مدت تک اور کسی کے لیے بہت تھوڑی مدت تک، اور شاید کسی کے لیے شروع سے وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ مستقل اقامت گاہ نہیں رہا۔ یہ قدسی صفات بزرگ زمانۂ قیام صفہ میں اپنا زیادہ وقت قرآن مجید اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ علم دین حاصل کرنے میں صرف کیا کرتے تھے یا پھر ان کی خدمات کی انجام دہی میں اپنا وقت صرف کرتے تھے جو وقتاً فوقتاً حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے سپرد کی جاتی تھیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام قبائل تک پہنچاتے، کبھی کبھی نو مسلم جماعت کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کے لیے بعض دوسرے مقامات پر بھی متعین کیے جاتے تھے، ان بزرگوں کو اسلامی تاریخ اور سیر میں اصحاب صفہ، اہل صفہ اور ارباب صفہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مختصر سی تحریر میں ان ہی بزرگوں اور ان کے ''الصفہ'' کا ذکر مقصود ہے۔ **وما التوفیق الا من اللہ العلیم الحکیم**

لفظی تشریح:

مادۂ صف کے اصلی معنیٰ ہیں، انسانوں، جانوروں یا کسی شے کا ترتیب کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہونا۔ اسی لیے تحریر میں حروف اور الفاظ کے برابر قائم ہونے کو صفّہ اور اور سطر بھی کہتے ہیں۔ کسی بڑی تعمیر کے برابر کوئی چبوترہ بیٹھنے کے لیے بنا دیا جائے تو صفّۃ البناء یا صفّۃ البیت کہتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ایسی نشست گاہ بنائی جائے تو اسے صفّۃ المسجد کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ فرق بھی بتایا ہے کہ بیٹھنے کی یہ جگہ کھلی ہو تو شرفۃ اور اگر چھپر ہو تو اسے سقیفہ یا صفّہ کہا جائے گا۔ سقیفہ بہت بڑے چوبارے کو کہتے ہیں اور صفّہ چھوٹے سے مُسقّف چبوترے کو۔

صفّہ کیسے بنا؟

مسجد نبوی کے ساتھ صفّہ مدینہ منورہ کے یا عام عرب آبادیوں کے لیے کوئی نادر اور جدید بات نہ تھی۔ گھروں کے ساتھ، باغوں میں، اور شکارگاہوں میں اس طرح کی بیٹھکیں بنائی جاتی تھیں اور انہیں صفّہ ہی کہا جاتا تھا۔ گھوڑے کی زین اور اونٹ کی کاٹھی پر نرم جگہ بنانے کے لیے نرم گھاس کی ایک گدی بناتے تھے، اسے بھی صفّۃ الرّحال کہتے تھے۔

ا رہجری کے ماہ ربیع الاوّل میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخلص و بے مثال دوست اور امتی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کے قریب مقام قبا میں تشریف لائے تو آپ نے نزولِ قرآن مجید کے بعد پہلی مسجد مقام قبا میں تعمیر فرمائی۔ مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد پچھلے چند ماہ کے اندر تھوڑے تھوڑے آگے پیچھے ہجرت کر کے یہاں پہنچ چکی تھی۔ اور اب یہ طے شدہ بات تھی کہ آئندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل قیام گاہ یثرب ہی ہوگا اور اسی کو اسلامی تبلیغ کے مرکز ہونے کا شرف حاصل ہونے والا ہے۔ مسلمانوں نے دارالہجرۃ یثرب کو ”مدینۃ النبی“ کہنا شروع کیا جو بعد کو المدینہ کے نام سے مشہور ہوا۔ قرآن حکیم میں اس شہر کے دونوں نام یثرب اور المدینہ کا ذکر آیا ہے۔

اب مدینہ میں چند لوگ تو وہ آگئے جو ہجرت کر کے آئے اور کوئی ٹھکانا نہ ہونے کی وجہ سے مسجد نبوی میں رات گزارنے کے لیے ٹھہرے۔ اسلامی تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوا تو دور افتادہ قبیلوں سے لوگ دین کی تعلیم حاصل کرنے کو آنے لگے۔ وہاں مدینہ میں کوئی مہمان خانہ یا ہوسٹل تو نہ تھا۔ ابتداء جو مہاجرین آئے تھے، ان کے اور انصار مدینہ کے مابین مواخاۃ یعنی بھائی چارہ قائم کر دیا گیا تھا اور وہ اپنے انصاری بھائیوں کی مدد سے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن دو چار ایسے بھی تھے، جن کا بھائی چارہ نہیں ہوا تھا اور بعض ایسے بھی تھے کہ وہ مستقل طور پر مدینہ میں رہنے بسنے کو نہیں آئے تھے بلکہ کچھ دنوں کے لیے آئے تھے کہ اس مختصر سی مدت میں دین اسلام کی تعلیم خود زبان فیض رسان وحی و نبوت سے حاصل کریں اور اس کے بعد واپس جا کر اپنے قبیلوں کو دین کی تعلیم دیں۔

ایک بات یہ بھی اب نئی پیدا ہوگئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداری میں اب مدینہ کی شہری مملکت وجود میں آگئی تھی۔ سربراہ قوم کو اس کی ضرورت تھی کہ اس کے احکام انتظامی کی تعمیل اور دوسری آبادیوں کو اس کے احکام پہنچانے کے لیے رضا کاروں کی ایک جماعت ہر وقت اس کے پاس موجود ہو جو بسر وچشم اس کے احکام کی تعمیل کے لیے تیار رہے، جہاں بھیجا جائے فوراً روانہ ہو جائے اور جس کو اطلاع پہنچانے کا کام اس کو سپرد کیا جائے وہ اس کام کی تکمیل میں اپنے گھریلو کاموں کی وجہ سے عاجز نہ ہو۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ ایک دن میں ساری امور کی تکمیل ممکن نہیں ہوتی۔ کسی حکومت ومملکت کے ضروری اجزا کی تکمیل ہمیشہ آہستہ آہستہ اور تدریجی طور پر ہوتی ہے، اس لیے ایسے رضا کاروں کے لیے سر چھپانے کی جگہ بھی فوراً کہاں بن سکتی تھی، اس صورت میں مسجد کے پاس ایک چھوٹا سا چبوترہ جس پر کھجور کی پتیوں سے چھپر ڈال دیا گیا تھا وقتی طور پر ضرورت کی تکمیل کے لیے بنا لیا گیا تھا۔ اسی چبوترے کو زمانہ کی عام بولی کے بموجب صفۃ المسجد کہتے تھے۔

دو یا تین صحابیانِ کرام کے سوا کوئی بہت بڑی تعداد اصحاب صفّہ کی ہمیشہ نہیں رہتی تھی۔ کبھی دو تین شخص ہی ہوتے تھے اور کبھی دس بیس۔ یہ بھی خیال صحیح نہیں ہے کہ یہ لوگ ہر وقت تسبیح وتہلیل میں لگے رہتے تھے اور کچھ نہ کرتے تھے۔ صفّہ کوئی مٹھ یا گھور تپسیا کا آشرم نہ تھا جہاں لوگ ہر وقت یا کم از کم روزانہ مقررہ وقت پر گیان، دھیان، مراقبہ اور مکاشفہ میں مشغول ہوتے تھے۔ یا یہ لوگ ایسے تھے کہ دنیاوی علاقات سے ہمیشہ کے لیے دستبردار ہو کر بُدھ مت کے مونڈوں کی طرح زندگی بسر کرتے

تھے۔ حضرت بلال، حضرت عبداللہ بن ام عبد، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ عنہم وغیرہ تو مشہور اصحاب صفّہ میں سے ہیں۔ ان کی سوانح عمریوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جہاد میں شریک ہوتے تھے، مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی پاتے تھے، انہوں نے شادیاں بھی کیں، صاحبِ اولاد ہوئے، ان سے نسلیں چلیں اور آج تک بعض کی نسلیں موجود ہیں۔ کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہ تھیں، کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ۳۹ھ، میں تقریباً ایک سو پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑ کر وفات نہیں پائی۔

صحابہ وصحابیات کے معروف ضخیم تذکرہ مثلاً الاستیعاب لابن عبدالبر المتوفی ۴۶۳ھ، اُسد الغابہ لابن الجزری المتوفی ۶۳۰ھ، اور الاصابہ لابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ، کو پوری طرح چھان ڈالیے ایسے پانچ اصحاب کا تذکرہ بھی نہیں ملے گا جنہوں نے چھ سات سال صاحب الصفّہ کی حیثیت سے زندگی بسر کی ہو، اور تین صحابہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی چوتھے صحابی کا ذکر نہیں ملے گا۔ جنہوں نے مقیم صفّہ ہونے کی چھوٹی یا بڑی مدت میں خود اپنے لیے معاش محنت مزدوری، زراعت یا ملازمت سے حاصل نہ کی ہو اور ایک بھی ایسے صاحب الصفّہ صحابی کا ذکر نہیں ملے گا جنہوں نے پھونگیوں، نہنگوں، راہبوں اور جوگیوں کی طرح تارک الدنیا بن کر گیان و دھیان میں زندگی بسر کی ہو۔ وقتی طور پر ہفتہ دو ہفتہ کے لیے فقر و فاقہ کے ساتھ خیرات و مبرات پر بسر کرنے والے بھی دو چار ہی ملیں گے۔ جن میں مذکورہ بالا تینوں بزرگ داخل ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بعض اصحابِ صفّہ سرکاری نوکر تھے، کوئی صدقہ کے اونٹوں کی نگرانی پر، کوئی زکوۃ کی وصولی پر اور کوئی تعلیم قرآن مجید پر مامور تھا۔ خوش حال صحابہ ان کی کبھی کبھی امداد بھی کرتے تھے لیکن امداد پر ہی ان کا گزارہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ اپنی محنت اور وقت کے عوض تنخواہیں اور اجرتیں پاتے تھے۔ بعض وہ لوگ بھی تھے جو دوسرے صحابہ کے زراعتی و تجارتی کاموں میں شریک ہو کر مزدوریاں کرتے تھے اور فارغ وقت تعلیم حاصل کرتے تھے۔ متعدد بزرگ وہ بھی تھے جنہوں نے دو چار مہینے صفہ پر رہنے کے بعد اتنی مزدوری کمالی کہ نکاح کر کے اپنا گھر بسا لیا، پھر بھی محنت مزدوری سے جو وقت بچ گیا وہ صفہ پر پابندی کے ساتھ بیٹھ کر علم دین حاصل کرنے میں صرف کرتے رہے۔

غرض یہ کہ صفّہ ایک جگہ تھی جس پر مختلف اوقات میں اور مختلف مدتوں کے لیے حسب ذیل مقاصد سے مدینہ منورہ آنے والے لوگ مقیم ہوتے رہے۔

(الف)　وہ لوگ جو صرف اللہ کے لیے ملی خدمات انجام دینا چاہتے تھے، یعنی تحریک اسلامی کے مخلص رضا کار تھے لیکن یہ لوگ مستقلاً صفہ پر نہیں رہتے تھے اور نہ بڑی مدت تک وہاں مقیم رہتے بلکہ اکثر وہ تعمیل ارشادِ نبوی کے لیے دوسرے مقامات پر سفر میں ہوتے تھے۔

(ب)　وہ لوگ جو بہت غریب تھے اور مواخاۃ کے بعد آئے تھے، ان کا کوئی رشتہ دار مدینہ منورہ میں تھا اور نہ کوئی دوست۔ یہ لوگ کوئی ٹھکانا مل جانے اور آبادکاری کی کوئی صورت پیدا ہونے تک صفّہ پر رہا کرتے تھے۔

(ج)　وہ لوگ جو تعلیم حاصل کرنے کے لیے تھوڑے دنوں کے لیے مدینہ منورہ آتے تھے، لیکن چونکہ وہاں ان کے لیے کوئی ہوسٹل یا مہمان خانہ نہ تھا اس لیے وہ اپنے قیام کی مدت صفّہ پر گزارتے تھے۔ ان لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں

خصوصی حکم دیا گیا تھا: وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ. اور اگر کوئی مشرکین میں سے تمہاری پناہ میں آ جائے تو اسے پناہ دے دو تا کہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو، یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۷)

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. ایمان والوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ سب لوگ بکھر جائیں۔ کیوں نہ ہر گروہ سے کچھ لوگ (ٹھہر جائیں) تا کہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور جب واپس اپنی قوم میں جائیں تو ان کو اللہ کا خوف دلائیں، شاید وہ لوگ کفر سے پرہیز کرنے لگیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۱۲۲)

(د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے غیر مسلم مہمان۔

(ھ) وہ لوگ جو وقتاً فوقتاً وفود کی صورت میں یا تنہا مدینہ منورہ میں آیا کرتے تھے تا کہ ہدایات نبوی سے بہرہ یاب ہوں۔

صُفّہ کب بنا تھا؟

صُفّہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے مسجد نبوی مدینہ منورہ سے ملحق ایک مسقّف چبوترہ تھا۔ اس کا محل وقوع یہ ہے کہ مسجد نبوی کے صحن سے باہر مشرق کی طرف قبلہ سے مخالف سمت یعنی شمال میں مسجد کے دروازہ سے باہر ایک چبوترہ تھا، کہیں اس کی پیمائش کا ذکر تو روایات میں نظر سے نہیں گزرا لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تقریباً ۲۰ فٹ طویل اور تقریباً ۱۵ فٹ عریض چبوترہ تھا۔

یہ چبوترہ کب بنایا گیا تھا، اس کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ لیکن چونکہ ۲ھ میں غزوہ بدر سے پہلے اور ۱۱ھ میں وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صفّہ اور اہل صفّہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا اس لیے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صفہ تقریباً سات یا آٹھ سال تک قائم رہا۔ اس اثنا میں مندرجہ بالا چاروں قسم کے لوگ مختلف اوقات میں مختلف مدتوں کے لیے مقیم رہے۔

اگر صفّہ کوئی مستقل خانقاہ یا زاویہ ہوتا تو عہد صدیقی و عہد فاروقی میں بھی قائم رہتا، ختم نہ ہو جاتا۔ ہمیں تاریخی روایتوں میں وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صفّہ و اہل صفّہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے، اور نہ عہد فاروقی میں جو وظائف مجاہدین اور امّہات المؤمنین کے لیے مقرر کیے گئے اس سلسلہ میں اہلِ صفّہ کا کوئی ذکر ملتا ہے۔

صفّہ کب بنا تھا، اس کے لیے صفّہ کا محل وقوع خود ایک دلیل ہے۔ صفّہ مسجد نبوی سے باہر جانب شمال میں تھا اور یقیناً وہ تحویل قبلہ یعنی ۱۵ شعبان ۲ھ کے بعد ہی بنا ہوگا۔ کیونکہ اس وقت مسجد نبوی کا قبلہ جانب شمال تھا۔ جب کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو جنوبی رخ پر قبلہ کی دیوار بنائی گئی اور شمالی رخ خالی ہو گیا۔ پھر حدودِ مسجد سے باہر شمالی رخ پر یہ چبوترہ بنا ہوگا، بہر حال اس کے بعد بھی کوئی ذکر اس کا غزوۂ بدر کبریٰ سے پہلے نہیں ملتا ہے۔ غزوۂ بدر کبریٰ رمضان ۲ھ میں ہوا تھا۔

اصحاب الصُفّہ:

مختلف اوقات میں کتنے لوگ صُفّہ پر قیام پذیر رہے، ان کی مکمل یا غیر مکمل کوئی فہرست مہیا کرنا ممکن نہیں ہے۔ سات یا

آٹھ سال کی مدت میں جب کہ صفۃ المسجد واردان مدینہ کے لیے وقتی قیام گاہ رہا۔سیکڑوں ہی اشخاص کو اس چبوترے پر قیام پذیر ہونے کا موقع ملا، کہاں اس کا کوئی رجسٹر تھا، یا اس سلسلہ میں کوئی یادداشت تیار کی جاتی تھی جو فہرست مہیا کی جائے۔سیکڑوں سال کے بعد سیرت نگار حضرات نے ان کی تعداد بھی مختلف بتائی ہے، کوئی کہتا ہے کہ ان کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ ستر اسی تک، لیکن یہ سب محض قیاسی باتیں ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کے تذکرہ میں سب سے بڑی کتاب جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ امام ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی کتاب الاصابہ ہے۔اس میں یقینی وغیر یقینی صحابہ وصحابیات کے جملہ اسما بارہ ہزار سے کم ہیں، اور ان میں سے بھی بہتوں کا کوئی حال درج نہیں ہے۔حالانکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس کے قریب قریب تھی۔اس طرح شرکائے حجۃ الوداع میں سے شاید ساٹھ فیصد کے نام بھی ہم تک نہیں پہنچے ہیں، تو یہ کہاں ممکن ہے کہ سارے اصحابِ صُفّہ کی فہرست مہیا ہو سکے۔

الحاکم نے المستدرک میں جلد۳، صفحہ۱۸، میں حسب ذیل اصحاب کے اسمائے گرامی اصحابِ صُفّہ میں لکھے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ وہ چند اسمائے گرامی ہیں جو امام الحاکم کو مل سکے ہیں۔یہ کوئی فہرست نہیں ہے۔بہر حال وہ اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوعبیدہ عامر بن الجراحؓ　(۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
(۳) حضرت بلال بن رباحؓ　(۴) حضرت عمار بن یاسرؓ
(۵) حضرت مقداد بن عمروؓ　(۶) حضرت خباب بن ارتؓ
(۷) حضرت صہیب بن سنانؓ　(۸) حضرت زید بن الخطابؓ
(۹) حضرت کنانہ بن حصینؓ　(۱۰) حضرت ابوکبشہؓ (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
(۱۱) حضرت صفوان بن بیضاءؓ　(۱۲) حضرت ابوعبس بن جبرؓ
(۱۳) حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ　(۱۴) حضرت مسطح بن اثاثہؓ
(۱۵) حضرت مسعود بن ربیعؓ　(۱۶) حضرت عکاشہ بن محصنؓ
(۱۷) حضرت عمیر بن عوفؓ　(۱۸) حضرت عویم بن ساعدہؓ
(۱۹) حضرت ابولبابہؓ　(۲۰) حضرت کعب بن عمیرؓ
(۲۱) حضرت خبیب بن سیافؓ　(۲۲) حضرت عبداللہ بن انیسؓ
(۲۳) حضرت ابوذر جندب غفاریؓ　(۲۴) حضرت عتبہ بن مسعود ہذلیؓ
(۲۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ　(۲۶) حضرت سلمان الفارسیؓ
(۲۷) حضرت حذیفہ بن الیمانؓ　(۲۸) حضرت حجاج بن عمر الاسلمیؓ
(۲۹) حضرت ابوہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر الدوسیؓ　(۳۰) حضرت ابوالدّرداء عویمر بن عامرؓ

(۳۱) حضرت عبداللہ بن زید جہنیؓ (۳۲) حضرت ثوبانؓ (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۳) حضرت معاذ بن الحارثؓ (۳۴) حضرت سائب بن الخلادؓ

(۳۵) حضرت ثابت بن ودیعہؓ

اس سے بڑی کوئی فہرست میری نظر سے نہیں گزری۔ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء، جلد ا، صفحہ:۳۳۹ اور السمہودی نے وفاء الوفاء، جلد ا، صفحہ:۳۲۹ میں اصحابُ الصُفّہ کے کچھ احوال لکھے ہیں، ان لوگوں نے بھی اس سے بڑی کوئی فہرست پیش نہیں کی ہے۔

اس فہرست پر نظر ڈالنے سے یہ دو باتیں واضح ہو جاتی ہیں کہ:

(۱) مقامی بزرگوں میں سے کوئی مدنی صحابی ان میں نہیں ہے۔

(۲) ان بزرگوں میں اکثر وہ ہیں جن کی اولاد تھی۔ یہ لوگ کسی طرح تارک الدنیا خانقاہی فقراء نہ تھے۔ یہ مزدوریاں بھی کرتے تھے، جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے اور مال غنیمت بھی حاصل کرتے تھے۔ مثلاً:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدّرداء رضی اللہ عنہ کے احوال تو تذکروں میں کسی نہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ مل ہی جاتے ہیں۔ یہ لوگ صاحبِ اولاد، صاحبِ جائیداد اور صاحبِ مال تھے۔ انہیں تارک الدنیا خانقاہی کیسے کہا جا سکتا ہے۔

اللہ ہی جانتا ہے کہ لوگوں نے یہ کیوں اور کس بنیاد پر مشہور کر دیا ہے کہ اصحابِ صُفّہ پھونگیوں اور جوگیوں کی طرح تارک الدنیا لوگ تھے، یا یہ لوگ ہمیشہ خیرات ومبرات پر زندگی بسر کرتے رہے۔ بلکہ اس فہرست میں تو ایسے لوگ بھی ہیں جو خود صاحبِ نصاب تھے اور پابندگی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتے تھے، اور ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے بڑی بڑی سرکاری ملازمتیں کیں، گورنر رہے، افسر مال رہے، فوجوں کے کماندار رہے۔ نعوذ باللہ یہ لوگ خیرات خور قلندر تو نظر نہیں آتے۔ ایسی زندگی تو اسلام نے نہیں سکھائی، اور نہ ایسے لوگ صحابہ کرام میں ہوتے تھے۔ قرآن مجید نے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے ان کی کیفیت یہ بتائی ہے: **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ** . محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ وہ رکوع وسجدہ بھی کرتے ہیں، اور اللہ کی دی ہوئی روزی اور مال ودولت بھی تلاش کرتے ہیں اور اللہ کی رضا بھی چاہتے ہیں ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان بھی ہیں۔ (سورۃ الفتح، آیت:۲۹)

یہ کہاں ممکن تھا کہ یہ لوگ مجہول، بے حرکت، خیرات خور اور رہبان ہوتے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی یہ صفات بیان فرماتا، وہ لوگ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بالارادہ اور دوامی طور پر ترک کرتے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتا؟ تعالیٰ اللّٰہ علوًا کبیرًا (مطبوعہ: ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی۔ ستمبر ۲۰۱۱ء)

امامِ اہلِ سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کا انتخاب

حق یہی تھا نبی کی مسند پر ساری امت کا انتخاب آئے
آئے صدیق پھر عمر آئے، آئے عثماں تو بو تراب آئے
پھر حسن اور معاویہ کو سلام کیسے خوش بخت و کامیاب آئے
اِن کے اعداء کے منہ میں خاک پڑے اُن پہ آنا ہے جو عذاب آئے

☆......☆......☆

شاہَ ست غنی

بر فلکِ عدل، مِہر و ماہَ ست غنی　　شاہَ ست غنی بادشاہَ ست غنی
چوں جامعِ مصحفِ الٰہ ست غنی　　دین است غنی دیں پناہَ ست غنی
ہم زلفِ علی و خالوئے حَسَنین　　فردوسِ دل وخلدِ نگاہَ ست غنی
صدیق وعمر بہرِ دیں سقف وعماد　　باب است علی، شہر پناہَ ست غنی

سرداد نہ داد دست در دستِ یہود
حقّا کہ نشانِ لا الٰہ ست غنی

ببارگاہِ سیدنا حُسین رضی اللہ عنہ

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حُسین حوصلے کی علامت
حُسین صبر کا معیار
حُسین ہاشمی غیرت کا جاگتا معیار
حُسین فرعِ رسالت
حُسین سبطِ رسول
حُسین آپ کے مرکب نے بینِ کعبہ و روضہ
اڑائی اتنی دھول
اَٹے غبار سے غنچے، شگوفے، کلیاں، پھول
حُسین دعوتِ کوفیاں کا شرفِ قبول
یہ اجتہاد بجا تھا مگر اے پورِ بتول
یہ بھائیوں کی نصیحت مشاورت کے اصول؟
حسین آپ کے نانا، وہ کائنات کے مولا وہ شاہِ عینِ وجود
انھیں بھی حکم یہی تھا
کہ اے حبیب، مرے آخری رسول
وشاورھم فی الامر ہرگز نہ بھول

(محرم۔۱۴۰۶ء)

نعتیہ غزل

میجر (ر) محمد سعید اختر

بُری لگے نہ ذرا بھی مجھے رقیب کی بات
کرے وہ پیار سے جب بھی میرے حبیب کی بات

یہ چاہتے ہیں سبھی ان کے در پہ دَم نکلے
نصیب کس کا ہو ایسا یہ ہے نصیب کی بات

لگے ہے ایسے کہ صدیاں گزر گئی جیسے
میں ان کے در پہ کھڑا تھا یہ ہے قریب کی بات

بغیر ذکر کے ان کے یہ بے کلی نہیں جاتی
کوئی سنا دے انہیں جا کے اِس غریب کی بات

شفا کہاں سے ملے گی عوارضِ دل کو
کوئی مریض نہ مانے اگر طبیب کی بات

نہ اُن کے بعد نبی کوئی اور نہ کوئی رسول
خلاف اس کے نہ مانو کسی مریب کی بات

نقب نہ ختمِ نبوت میں لگ سکے اختؔر
زمانے بھر میں سنی جائے گر نقیب کی بات

بیادِ شہدائے ختمِ نبوت ساہی وال

جانباز مرزاؒ

شہیدِ ختمِ نبوت کی بُو تلاش کرو
کہاں کہاں پہ گرا ہے لہو تلاش کرو

''نقیبِ ختمِ نبوت'' نہ آسکے گا یہاں
یہ کس جگہ پہ ہوئی گفتگو تلاش کرو

متاعِ ختمِ نبوت ہے آبرو اپنی
کہاں پہ لٹ گئی یہ آبرو تلاش کرو

مقامِ عشقِ محمد بلند ہے جس سے
یہیں پہ بکھرا ہے وہ رنگ و بُو تلاش کرو

لہو شہید کا بادِ سموم لے نہ اڑے
اٹھو خدارا اُسے کُو بہ کُو تلاش کرو

یہ زہر کس نے دیا تھا وہ کون تھا ساقی
وہ بزم ڈھونڈو وہ جام و سبُو تلاش کرو

اگر تلاش ہو ''اظہر''☆ کے خونِ ناحق کی!
زمینِ ربوہ سے وہ ہو بہو تلاش کرو

یہ کون کہتا ہے عاشق کا خوں نہیں ملتا
لہو ''بشیر''☆ کا میرے روبرو تلاش کرو

وہ اپنے عزم میں جانباز کامیاب رہے
وہ باوضو تھے انھیں باوضو تلاش کرو

☆مجلس احرارِ اسلام کے رہنما قاری بشیر احمد حبیب اور طالب علم رہنما اظہر رفیق جنھیں ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں نے ساہی وال میں شہید کر دیا تھا۔ (ادارہ)

بہائیت اور قادیانیت میں مماثلت

عبداللطیف خالد چیمہ

اسلام مخالف تحریکوں کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے ''فری میسن'' کو پڑھنا از حد ضروری ہے اور صہیونی طریق کار پر نظر رکھے بغیر ہم درست تجربے کی پٹری پر نہیں چڑھ سکتے۔ انیسویں صدی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اسلام دشمن علانیہ اور خفیہ تحریکوں اور تنظیموں نے خوب اپنے رنگ دکھائے۔ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور اور ممتاز محقق و مصنف ڈاکٹر محمود احمد غازی، جناب بشیر احمد کی کتاب ''بہائیت'' کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں کہ ''یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ جن دنوں ہندوستان میں قادیانیت کی داغ بیل ڈالی جارہی تھی ٹھیک انہی دنوں میں ایران میں بہائیت کو پروان چڑھایا جارہا تھا چونکہ دونوں کے مقاصد ایک تھے اس لیے طریقۂ کار میں بھی حیرت انگیز مماثلت پائی جاتی ہے۔ چونکہ ایران اور برصغیر پاک و ہند کے دو مختلف پس منظر رکھنے والے علاقوں میں ان دو تحریکوں کو کام کرنے کے لیے تیار کیا جارہا تھا۔ اس لئے تفصیلات میں قدرے اختلاف اور فرق بھی معلوم ہوتا ہے''۔

''بہائیت'' کے حوالے سے پہلی مستند اردو کتاب ''بہائیت اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم'' کے مصنف جناب بشیر احمد لکھتے ہیں کہ ''بہائی اکابر نے دنیا کے نقشے پر ابھرنے والی نئی اسلامی مملکت پاکستان کے قیام کو دلچسپ تجربہ قرار دیا۔ اس مملکت کے عرب ممالک سے ابھرتے ہوئے روابط ایران سے قربت اور جغرافیائی اہمیت کے باعث یہاں نئے مشن قائم کرنے کی فوری ضرورت محسوس کی گئی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ پاکستان نے اقوام متحدہ میں اسرائیل کے قیام کی سخت مخالفت کی۔ پاکستان کے اسلامی تشخص اور اس کی عرب نواز پالیسی کے نتیجے میں سامراجی طاقتوں کی یہ خواہش تھی کہ یہاں ان کی وفادار تنظیمیں اور ادارے پھلیں پھولیں۔ قادیانی خلیفہ مرزا محمود احمد بھی اپنا بوریا بستر سمیٹ کر قادیان سے لاہور آگئے تھے تاکہ برطانوی مہرے کے طور پر کام کرسکیں''۔

بہائیت اور قادیانیت میں کس حد تک مماثلت ہے؟ اور 1953ء تحریک ختم نبوت کے بعد شوقی آفندی نے اسفندیار بختیاری کو اسرائیل کن مقاصد کے لیے طلب کیا؟ 1954ء میں بختیاری، محفوظ الحق علمی کی تحریک ختم نبوت کے واقعات کے حوالے سے کیا رپورٹ لے کر پاکستان سے اسرائیل گیا؟۔ ملکی و بین الاقوامی سطح پر بہائیوں نے مسلمانوں کے عقائد اور مفادات کو کیسے ذبح کیا اور پاکستان کے اہم ترین مقامات اور بعض غیر معروف جگہوں پر کس طرح اپنے ایجنڈے پر کام کررہے ہیں؟ یہ موضوع تفصیل

طلب ہے اوراس پر ان شاءاللہ تعالیٰ کسی مناسبت سے پھر کسی وقت کچھ لکھا جاسکے گا مذکورہ پس منظر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مصر میں دولت ،میڈیا اور پراپیگنڈے کے ذریعے تفریق پیدا کرنے کے لیے'' قادیانی اور بہائی'' کس طرح سازش کر رہے ہیں بیروت کے ایک بڑے ہوٹل میں پاکستان ،ایران اور مصر کے قادیانیوں اور بہائیوں کی ایک میٹنگ کی رپورٹ روزنامہ ''المصر یون'' میں اس طرح شائع ہوئی ہے۔مصری اخبار ''المصر یون'' نے دعوی کیا ہے کہ '' پاکستان ،ایران اور مصر کے قادیانی اور بہائی رہنماؤں نے بیروت میں ایک میٹنگ کی ،جس کا مقصد حالیہ مصری انقلاب کے بعد مصر میں قادیانی اور بہائی مذہب کی تخم ریزی تھا۔یہ میٹنگ بیروت کے علاقے فیردان کے بڑے ہوٹل میں ہوئی ،جس میں مصر سے فائز عبدالقوی (بہائی)،سلامہ صالح صالح (بہائی)، عادل شریف تہامی (بہائی)اور ربیع علی ربیع (قادیانی)،ایران سے باکتر کرامی (قادیانی) ،جمشید فرزند (قادیانی) ،شبیر قد جھدانی (قادیانی)، پاکستان سے حنیف نورالدین (قادیانی) ،لبنان سے وسیم دحدوح (بہائی)،لوئی شہاب الدین (قادیانی) شامل تھے ۔میٹنگ میں اس بات پر زور دیا گیا کہ سپریم کورٹ میں دعوی دائر کرکے مصری حکومت کو قادیانی و بہائی مذہب کو سرکاری مذہب تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔اسی طرح مصری سٹیلائیٹ نیل 7 کے ذریعے دو سٹیلائیٹ چینل بنائے جائیں ،جن کے لیے فنڈنگ قادیانی فراہم کریں گے اور ان کا نظم و نسق بہائیوں کے ہاتھوں میں ہوگا تاکہ مصر اور دیگر عرب ممالک میں اپنی سرگرمیوں کو بڑے پیمانے پر پھیلایا جائے نیز میٹنگ میں اس بات پر زور دیا گیا کہ وزارتِ عدل اور کابینہ سے نوٹس جاری کروایا جائے جس میں قادیانیوں کے لیے مساجد کی تعمیر کی اجازت ہو۔اجتماع میں فیصلہ ہوا کہ اخوان المسلمین اور دیگر اسلامی جماعتوں میں اختلافات پیدا کیے جائیں اور مصری فوج اور عوام کے بیچ دوری پیدا کرکے اس صورتحال سے فائدہ اٹھایا جائے۔میٹنگ میں کہا گیا کہ مصر کے فقراء و مساکین کو مال و دولت اور ماہانہ وظائف کے ذریعے اپنی طرف راغب کیا جائے اور قادیانی و بہائی تعارفی لٹریچر زیادہ سے زیادہ چھپوا کر تقسیم کیا جائے نیز ویب سائٹس،آن لائن جرائد اور سوشل نیٹ ورکس جیسے فیس بک مثلاً الیکٹرونک ذرائع سے بھرپور استفادہ کیا جائے ۔اس سے پہلے بھی اخبار نے قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں سے پردہ اٹھایا تھا،جب انہوں نے قاہرہ کے وسط میں واقع طلعت حرب روڈ پر راہگیروں میں اپنے کفریہ لٹریچر کی تقسیم شروع کر رکھی تھی۔قادیانی گروہ نے انیسویں صدی کے اواخر میں برصغیر میں جنم لیا اس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی بھارتی پنجاب کے شہر قادیان کا رہنے والا تھا۔اس نے 1889ء میں اس فرقے (گروہ) کی بنیاد رکھی اور مہدی منتظر ہونے کا دعوی کیا۔قادیانی گروہ افریقہ، یورپ امریکہ اور جنوب مشرقی ایشیا تک پھیل چکا ہے اور اس کے پیروکاروں کی زیادہ تعداد انڈیا اور پاکستان میں ہے۔اخبار مزید لکھتا ہے کہ پہلے بھی قادیانی گروہ نے مجمع البحوث الاسلامیہ کو درخواست کی تھی کہ انہیں مصر میں کام کرنے کی اجازت دی جائے اور اپنے آپ کو ایک اسلامی فرقہ ظاہر کرکے کچھ لٹریچر بھی مجمع کو پیش کیا تھا۔لیکن مجمع نے یہ کہہ کر ان کو اپنی تبلیغی سرگرمیاں بحیثیت مسلمان شروع کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ ان کا عقیدہ اسلام مخالف اور یہ مرتد ہیں ان کے لیے مسلمانوں کی مساجد میں داخلے کی بالکل اجازت نہیں۔اخبار مزید لکھتا ہے کہ قادیانی

فرقہ برطانوی وفرانسیسی استعمار کی پیداوار ہے اورانہیں بہائیوں کی جانب سے بھر پور امداد حاصل رہی ہے کیونکہ دونوں کا مقصد مسلمانوں کوراہ ہدایت سے گمراہ کرنا ہے۔ ماضی میں جب قادیانی عرب ممالک میں اپنی مذموم سرگرمیوں کے فروغ میں ناکام رہے تو اسرائیل نے ان کے لیے اپنے دروازے وا کردیئے اور برطانیہ کے بعد قادیانیوں کا سب سے بڑا مرکز اسرائیل کے شہر حیفہ میں ہے۔ 1934ء میں قادیانیوں نے حیفہ میں اپنا عبادت خانہ بنایا جس کا نام مسجد سیدنا محمود رکھا۔ اسی طرح وہاں سے انہوں نے ایک ٹی۔وی چینل ایم۔ٹی۔سی کا بھی آغاز کیا۔ نیز اخبار آخر میں لکھتا ہے کہ قادیانی پاکستان اورافغانستان میں امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی کے ایجنٹ کے طور پر کام کرے رہے ہیں جس کے عوض ان کو لاکھوں ڈالر امداد ملتی ہے''۔

ہم اس رپورٹ پر مزید تبصرے کی بجائے صرف اتنا کہنا چاہیں گے کہ جو حلقے یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں 1974ء کی قومی اسمبلی میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے اور بعدازاں 1984ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ کے اجراء ونفاذ کے بعد قادیانی مسئلہ حل ہوگیا ہے اوراس پر کام کی ضرورت نہیں وہ اِس ایک رپورٹ کے تناظر میں پوری دنیا میں قادیانی سرگرمیوں کا جائزہ لیں، امریکہ ویورپ، افریقہ ومشرق وسطیٰ سمیت ہر جگہ ان کے دجل ودھوکہ کو قریب سے دیکھ کر ان پر کام کی ضرورت واہمیت ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کتنی بڑھ گئی ہے؟ حج جیسی عبادت کے موقع پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قادیانی امریکہ ویورپ اور برصغیر سے کس طرح پہنچ جاتے ہیں کس کس ملک سے کون کون سی ٹریول ایجنسیاں قادیانیوں کو وہاں پہنچاتی ہیں، جدہ میں ان کا خفیہ مرکز کس طرح کام کررہا ہے اور وہاں حجاج وزائرین کو پھنسانے کے لیے قادیانی کیا حربے استعمال کرتے ہیں صرف اِس حوالے سے کس طرح کے کام کی ضرورت ہے اور سفارتی ذرائع استعمال کرنے کے لئے کس ڈھب کی محنت کی ضرورت ہے؟ یہ سب کچھ اہل فکر ونظر کے لئے ایک سوال ہے سوچنے کا! اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق سے نوازیں اور کفار ومشرکین اور مرتدین سے ارض مقدس کو پاک فرمادیں، آمین

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکرواصلاحی بیان
29 دسمبر 2011ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

قسط: ۷

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

ملک اللہ دتہ مرحوم ومغفور چنیوٹ شہر کی جماعتِ احرار کے تاعمر صدر رہے۔ بلوچ قبیلہ سے تعلق تھا۔ انتہائی زیرک اور بہادر انسان تھے۔ اپنے دور کی پوری سیاسی تاریخ ان کے ذہن میں محفوظ تھی۔ کوئی اہم واقعہ ایسا نہیں تھا جو ان کی یادداشت سے باہر ہو۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی شیدائی اور عقیدت مند تھے، شاہ جی کے ساتھ خصوصی تعلقِ خاطر تھا۔ شاہ جی ملک صاحب کو اکثر بے تکلفی میں ''او چاچے دے دیا پُترا'' (اے چچازاد بھائی) بھی کہتے تھے اور مزاحاً فرماتے کہ تم بلوچ ابوجہل کی اولاد ہو۔ مُلک کی غلامی کا انہیں انتہائی قلق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنے تئیں یہ عہد کر رکھا تھا کہ جب تک ملک آزاد نہیں ہوگا وہ شادی نہیں کریں گے۔ پھر یہ عہد اُنہوں نے نبھایا بھی۔ اُن کی شادی ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔ معروف قانون دان ملک رب نواز اُن کے بڑے بیٹے ہیں جو مارچ ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ جب کہ اس وقت ملک اللہ دتہ مرحوم جھنگ جیل میں تحریکِ ختمِ نبوت کے سلسلے قید وبند کی صعوبتیں جھیل رہے تھے۔ ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے اپنے والدِ بزرگوار کی پیروی میں اوائل عمری میں ہی اپنے آپ کو ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے قید وبند کے حوالے کر دیا۔ اور بڑے حوصلے اور بہادری کے ساتھ جیل کاٹی۔ بعد میں ۱۹۷۴ء کی تحریک میں تو ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ ملک اللہ دتہ کی تربیت کا ہی کرشمہ تھا کہ وہ ایسے ہر امتحان میں کامیاب وکامران رہے جو اس راہ میں انہیں پیش آیا اور انتہائی صبر و استقامت کے ساتھ اپنے مؤقف کی صداقت پر ڈٹے رہے۔

ملک اللہ دتہ مرحوم کے علاوہ شہر میں مجلس احرار کے چند نمایاں رضا کاروں کے نام جو میرے ذہن میں محفوظ رہ گئے ہیں، ذکر کرتا ہوں۔ ملک نذر محمد اعون سالارِ شہر شاہی منڈی میں ہی ان کی رہائش تھی۔ انتہائی بہادر اور شجاع، بلند قامت، خوش گفتار وخوش کردار۔ جیش کے سالار کی خصوصی وردی میں بڑے خوبصورت لگتے تھے۔ دیکھنے والے بس دیکھتے ہی رہ جاتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی فوجی جنرل جماعت نے مستعار لے لیا ہو۔ شاہی منڈی سے متصل بازار تو مجلس احرار اسلام چنیوٹ کا مرکز تھا۔ سارے دکان دار جماعت احرار کے رضا کار تھے۔ کیتھ مٹھائی شاپ کے مالک نذر محمد کیتھ کی دکان تو جماعت احرار چنیوٹ کا ذیلی دفتر تھا۔ جہاں کوئی نہ کوئی احراری اکٹھ ہر وقت موجود رہتا۔ اور سیاست پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ ان کے ساتھ دوسری دکان زمزم سوڈا واٹر فیکٹری محمد حسین کی تھی جو الٰہی بخش شہید کے داماد بھی

تھےاور جماعت کےایک فعال کارکن ،اور مولا بخش وسیر المعروف ''مولوتا جے دا'' کا ہوٹل بھی ساتھ ہی تھا۔مولا بخش وسیر بڑا فعال اور مستعد احراری تھا جس کے تمام بیٹے جماعتِ احرار کے کارکن تھے۔اس خاندان کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ اس کے تمام افراد جماعت کے فعال رضا کار تھے۔ان کے چھوٹے دونوں بھائی اللہ دتہ اور فیروز دین،ان کے سارے بیٹے گلزار وسیر،شیر محمد وسیر،خوشی محمد وسیر،نذیر اور بشیر وسیر جماعت کے معروف کارکنوں میں شمار ہوتے تھے۔ان کے علاوہ ایک ایسا کارکن جس کی شہرت حاضر جوابی اور پُر لطف باتوں کی وجہ پورے شہر میں ایک منفرد حیثیت حاصل کر گئی تھی وہ شیر محمد آزاد المعروف ''شیرو آزاد'' عموماً کیتھ مٹھائی شاپ پر نذر محمد کیتھ کے ساتھ ہی بیٹھتا تھا۔موٹر ڈرائیور بھی تھا، پھر کنڈکٹری بھی کرتا رہا اور بس اڈے پر ہاکر بھی رہا۔جن دنوں ہاکر تھا کسی نے پوچھا کہ شیرو آج کل کیا کرتے ہو، جواب تھا: ''بس اڈے پر آواز کلرک ہوں۔'' راہ چلتے اگر کسی نے پوچھ لیا کہ شیرو بال بچے کیسے ہیں؟ کہتا: ''میرے علاوہ سب خیریت سے ہیں۔'' شیرو بھرجائی کا کیا حال ہے؟ جواب ہوتا: ''قمیص کے بٹنوں سے اندازہ لگالو'' اب پوچھنے والے کی نظر قمیص کے بٹنوں پر پڑتی تو کوئی نیلے رنگ کے دھاگے سے اور کوئی کالے رنگ اور کوئی کسی دوسرے رنگ کے دھاگے سے لگا دیکھ کر پوچھنے والا ہنسی کو ضبط نہ کر پاتا۔ایک دفعہ کسی (چنیوٹی شیخ برادری کے فرد کی جو بڑا پکا لیگی تھا اور عموماً نذر محمد کیتھ کی دکان پر آکر احراریوں سے بحث کرتا رہتا تھا) کی بحث ''شیرو آزاد'' سے ہو رہی تھی اور اس شیخ نے شیرو آزاد سے کہہ دیا کہ ''یار سنا ہے مولانا ابوالکلام آزاد جو تمہارا لیڈر ہے وہ شراب پیتا ہے۔'' شیرو آزاد نے جواب میں کہا کہ ''شیخ صاحب میں نے سنا ہے کہ آپ کی اپنی بہو سے ناجائز تعلقات ہیں'' وہ آگ بگولا ہو گیا۔غصے میں شیخ صاحب نے جب یہ کہا کہ تمہیں کس اُلو کے پٹھے نے یہ بات کہی ہے تو فوراً شیرو آزاد نے جواب میں کہا اسی اُلو کے پٹھے نے جس نے آپ کو کہا تھا کہ ابوالکلام آزاد شراب پیتا ہے۔وہ بڑبڑاتا اٹھ کر چلا گیا اور اس کے بعد اس شیخ کو شیرو آزاد سے کبھی بحث کی جرأت نہ ہوئی۔ایک دفعہ بازار سے صبح کے وقت بڑا تیز تیز گزر رہا تھا کہ کسی نے پوچھا کہ شیرو آزاد آج کیا بات ہے صبح صبح بڑے تیز تیز بھاگے جا رہے تو جواب تھا: ''یار مجسٹریٹ کو ٹائم دیا ہوا ہے'' معلوم ہوا بس ڈرائیور کے طور پر چالان ہو گیا تھا مجسٹریٹ کے سامنے پیشی تھی۔

ظہور راج بڑے فعال کارکن تھے۔مشکل وقت میں مشکل سے نکلنے کے لیے منصوبہ بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔عموماً اپنے ان لیڈروں کو جن کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوتے گرفتاری سے جلسہ کے بعد محفوظ رکھنا انہی کا کام ہوتا۔پولیس ان کے اس کام کی وجہ سے ان سے ہمیشہ ناراض رہتی۔جلسے کے اہتمام میں ظہور راج کا ہی بنیادی کردار ہوا کرتا۔جماعت خلافِ قانون ہوگئی تو مجلس تحفظ ختم نبوّت کے کرتا دھرتا ہو گئے۔وہ جلسہ جو مجلسِ احرار دسمبر میں ان تاریخوں میں کروایا کرتی تھی جب ربوہ (چناب نگر) میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ہوتا تھا،ختم نبوت کے زیر اہتمام ہونے لگا۔جس

میں ملک کے معروف علما شرکت کرتے لیکن شہر میں اکثر یہ کہا جاتا کہ امیر شریعتؒ کے ابناء کو اس جلسے میں کیوں نہیں بلوایا جاتا۔ جس کا ظہور راج کے پاس کوئی تسلّی بخش جواب نہ ہوتا۔ بہر حال ان کی جماعتِ احرار کے لیے خدمات قابلِ قدر ہیں۔

میاں غلام مرتضٰی راجھے بھی مجلس احرارِ اسلام کے ممتاز کارکنوں میں شمار ہوتے ہیں جو رشتے میں میرے سگے ماموں تھے۔

مولا بخش المعروف مولو تا جے دا کا ہوٹل مشہور جگہ تھی۔ جہاں ہر طرح کے لوگ حقّے کے اردگرد بیٹھے رہتے اور ہر موضوع پر گفتگو بھی ہوتی۔ مولا بخش عام طور پر ہلکے پھلکے انداز میں گفتگو کیا کرتا تھا جس سے لوگ بڑے محظوظ ہوتے، سیاسی و مذہبی گفتگو بڑے بے تکلف انداز میں ہوتی۔ ہمارے محلے کے میونسپل کمشنر چوہدری محمد عظیم، ملک اللہ دتہ، فضل شاہ اور ''کھٹھی'' کے سادات جو عموماً اثناعشری تھے آکر اس جگہ بیٹھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی میں بھی اس محفل میں جا بیٹھتا۔ یہاں پر بھی اکثر احرار رہنماؤں کا ہی ذکر ہوتا اور تحریک پاکستان کی دیگر اہم سیاسی شخصیات اور ان کے اخباری بیانات پر تنقیدی بحث اکثر و بیشتر ہوتی۔ یہ جگہ سیاسی کارکنوں کے لیے ایک طرح کی تربیت گاہ تھی۔ جہاں سے میں اکثر و بیشتر بڑی اہم باتیں پلّے باندھ لیتا تھا۔ آج میں حیران ہوں کہ یہ تمام لوگ کوئی خاص پڑھے لکھے نہ تھے۔ لیکن عمومی بات چیت ایسی ہوا کرتی تھی کہ اشکال رفع ہو جاتے تھے اور یوں محسوس ہوتا کہ جیسے آدمی اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آ گیا۔ خاص طور پر ملک اللہ دتہ کی گفتگو انتہائی مؤثر ہوتی۔ بڑے بڑے لوگ ان کی بات سن کر تعجب کی کیفیت میں ڈوبے نظر آتے اور میں آج خود حیران ہوں کہ ایک ایسا آدمی جس کے پاس رسمی تعلیم برائے نام تھی کیسے اہم نکات پیش کیا کرتا تھا کہ جس کا کوئی جواب کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوتا تھا۔

بات احرار رضا کاروں کی ہو رہی تھی، ظہور راج کے علاوہ کریم راج، میاں احسان الٰہی قصاب، عبدالحکیم، چوہدری محمد یوسف جن کے والد چوہدری عظیم محلے میں میونسپل کمشنر بھی تھے، شاہ جی سے عقیدت رکھتے تھے، شیخ اللہ دین صاحب ویرہ جن کے چھوٹے بھائی سالار محمد یوسف خاکسار تحریک کے سالارِ شہر تھے۔ ملک شریف، مولانا دوست محمد ساقی دیوبند سے فارغ التحصیل تھے، عربی کے شاعر اور اسلامیہ ہائی سکول میں مدرس تھے، امین پان فروش، حافظ محمد مڈھا والے مہاجرین میں سے دو نام ہیں ذہن میں ہیں۔ عبدالغنی اور محمد انیس جو بعد میں کراچی جا کر واپس چنیوٹ نہ آئے۔

ایک دفعہ شاہ جی چنیوٹ آئے تو ملک اللہ دتہ کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ ملک صاحب کی گفتگو میں کئی دلچسپ واقعات ہوتے تھے۔ شاہ جی نے ملک صاحب سے کہا کوئی دل چسپ بات سناؤ۔ ملک صاحب نے شاہ جی کو اپنے ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کہ جب فیصل آباد (لائل پور) نیا نیا آباد ہوا تو وہ بزرگ اپنے بیٹے کو شہر دکھانے لائل پور لے گیا۔ ادھر ادھر گھومتے پھرتے رہے کہ اچانک اپنے والد سے بچھڑ کر بچہ کہیں گم ہو گیا۔ والد نے اپنے بیٹے کو بڑی پریشانی کی حالت میں تلاش کرنا شروع کر دیا۔ لیکن بچہ نہ مل سکا۔ اب واقعہ یوں ہوا کہ وہ جس بازار سے گزر کر کسی دوسرے بازار کی طرف

جاتا تو اس کے سامنے گھنٹہ گھر آجاتا ایک طرف بچے کی گمشدگی اور دوسری طرف گھنٹہ گھر کے بار بار سامنے آجانے سے اس کے غصے اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اسی کیفیت میں اس نے بے ساختہ گھنٹہ گھر کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ:

> ''اے گھنٹہ گھر میرے بچے کو تو نے ہی کہیں گم کر دیا ہے۔ تو نے ہی اسے کہیں چھپا لیا ہے۔ میں جب بھی اسے تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں، تو میرے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا ہے اور میرے راستے کی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ تو نہیں چاہتا کہ میرا بیٹا مجھے ملے۔''

ملک صاحب نے یہ واقعہ سنایا تو شاہ جی کو بہت پسند آیا اور تادیر اس سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ رات کو جلسہ گاہ پہنچے تو اپنی پوری تقریر اس واقعہ کے تناظر میں کی۔ پہلے جلسے میں یہی واقعہ سنایا پھر انگریز سامراج کو لائل پور کے گھنٹہ گھر سے تشبیہ دی اور بچے کو اسلام کی عظمتِ رفتہ سے تحریک آزادی کو باپ سے تشبیہ دے کر حالات و واقعات کو اسی استعارے کے گرد گھماتے ہوئے فرمایا:

> ''ہم ایک مدت سے اسلام کی عظمتِ رفتہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ لیکن راستے کی عظیم رکاوٹ یہی برطانوی سامراج ہے جو ہمارے راستے کو روکے کھڑا ہے۔ ہماری ہر کوشش کو ناکام بنانے کے لیے اپنے پورے وسائل کے ساتھ ہماری راہ میں حائل ہے۔ اگر ہمیں اپنی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ حاصل کرنا ہے تو پھر اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اپنے پورے وسائل کے ساتھ برطانوی سامراج کے ساتھ ٹکرا جائیں اس کی طاقت کو پاش پاش کر کے رکھ دیں جس کے بعد ہمارا راستہ صاف ہو جائے گا اور اگر اللہ نے چاہا تو ہمارا اپنی منزل تک پہنچنا آسان اور سہل ہو جائے گا۔''

شاہ جی کا یہ معمول تھا کہ وہ دورانِ سفر کسی بھی شہر میں قیام اپنے کسی جماعتی کارکن کے ہاں ہی کرتے۔ شہر کے بڑے بڑے لوگ جب آکر شاہ جی کو اپنے ہاں آنے یا کھانے کی دعوت دیتے تو فرماتے کہ بھائی میں تو اپنے جماعتی ساتھی کا نام لے کر کہتے کہ ان صاحب کا مہمان ہوں۔ ان سے بات کر لیں اگر اجازت ہو گی تو آپ کے ہاں بھی چلا آؤں گا۔ اس سے پورے شہر میں اس جماعتی ساتھی کی اہمیت میں اضافہ ہوتا اور پورے شہر میں یہ بات پھیل جاتی اور چرچا ہوتا کہ جتنا تعلق شاہ جی کا اس کے ساتھ ہے کسی اور کے ساتھ نہیں۔

ملک اللہ دتہ مرحوم نے کئی مرتبہ مجھے کئی ایسے واقعات سنائے جو میری معلومات میں گراں قدر اضافے کا سبب بھی بنے اور ان واقعات سے میرے دل کے اندر جماعتی محبت میں بھی اضافہ ہوا۔

مولانا گل شیر شہید کے بارے میں ایک واقعہ:

ایک دفعہ ملک صاحب نے مجھے بتایا کہ شہر کی ایک رفاہی اور فلاحی تنظیم ''انجمن اصلاح المسلمین'' کا ہر سال ایک اہم اجلاس دو دن تک شہر میں ہوتا تھا۔ جس میں ملک بھر سے بڑے معروف علمائے دین شامل ہوتے۔ یہ جلسہ شہر کی وجہ

شہرت بن چکا تھا۔ ایک مرتبہ اس انجمن کے صدر اللہ بخش فالودیہ نے مجھے کہا کہ اگر اس دفعہ مولانا گل شیر ہمارے جلسے کو رونق بخشیں تو میری زندگی کی ایک انتہائی اہم خواہش پوری ہو جائے۔ اور یہ کام آپ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ آپ کی جماعت کے مرکزی رہنما ہیں اور احرار رہنما اپنے کارکنوں کی بات کو رد نہیں کرتے۔ چنانچہ میرے ایک خط پر مولانا نے جلسہ میں شرکت کا وعدہ کر لیا۔ جلسہ میں جب شامل ہونے کے لیے چنیوٹ پہنچے تو دفتر احرار میں قیام پر اصرار کیا۔ رات کو جلسہ شاہی مسجد میں تھا۔ تقریر کی (میں نے بھی اس تقریر میں اپنے چچا کے ساتھ شرکت تو کی مگر میں اتنا چھوٹا تھا کہ ان کی گود میں ہی سو گیا تھا نہ مولانا کی شکل میرے ذہن میں ہے اور نہ ہی تقریر) جلسے کے دوسرے روز معمول یہ تھا کہ وہ تمام علمائے دین جو جلسہ سے خطاب کرنے کے لیے شہر سے آئے ہوتے۔ شیخ برادری کے امرا اُنھیں ایک پُر تکلف دعوت پر مدعو کرتے۔ چنانچہ مولانا گل شیر شہیدؒ کو بھی دعوت دی گئی جو آپ نے قبول کر لی۔ محلّہ چھریاں کے ڈیرہ چھریاں میں دعوت تھی جب ہم دونوں اس ڈیرے پر پہنچے جہاں دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا تو اتفاق کی بات کہ اس وقت نہ جانے کتنی قسم کے کھانے دسترخوان پر چُنے جا چکے تھے۔ اندر داخل ہو کر مولانا گل شیر شہیدؒ کی نظر جب اس دسترخوان پر پڑی تو ان کا رنگ غصے سے سرخ ہو گیا۔ انہوں نے انتہائی غصے کی حالت میں میری طرف دیکھا اور واپس گلی میں لوٹ گئے مجھے کچھ اندازہ نہ ہوا کہ آپ کی یہ کیفیت کیوں ہوئی۔ میں بھی بھاگ کر ان کے پیچھے چلا لیکن وہ اتنی تیزی میں نکلے کہ مڑ کر انہوں نے پیچھے کی طرف دیکھا ہی نہیں۔ میں بھی اگرچہ تیز تیز ان کے پیچھے ہی تھا لیکن ان کو روک کر آواز نہ دی کہ آواز دینا ان کے احترام کے منافی خیال کرتا تھا۔ لیکن میری ان کے ساتھ رہنے کی انتہائی کوشش کے باوجود وہ اچانک کسی گلی میں مڑے اور میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں حواس باختہ ہوا۔ ایک تو مجھے ان کے اس غصے کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی دوسرے ان کے نظروں سے گم ہو جانے کی پریشانی مجھے بے حال کیے جا رہی تھی۔ ادھر اُدھر بڑا بھاگا' مگر مولانا کا کہیں پتہ نہ چل سکا۔ سوچا کہ اب دفتر ہی جاؤں کیونکہ ان کی گٹھڑی دفتر میں پڑی تھی۔ بار بار اللہ سے دعا بھی کرتا کہ یا اللہ وہ مجھے مل جائیں ورنہ ان کی ناراضگی کا سبب بھی نہ معلوم ہو سکے گا کجا یہ کہ اس کا تدارک ہو۔ انہی خیالوں میں غرق جب میں دفتر میں پہنچا تو مولانا گل شیر مرحوم ایک روٹی پر پیاز رکھ کر کھا رہے تھے۔ میں ان کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ سلام کیا انھوں نے جواب بھی نہ دیا۔ تاہم حوصلہ کر کے واپسی اور غصّے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

> ''کیا تم میرے مزاج سے واقف نہ تھے کہ مجھے ایک ایسی جگہ پر لے گئے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی خلاف ورزی ہو رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو دو سالن کبھی اکٹھے نہ ہوئے اور تم نے دیکھا نہیں کہ وہاں ایک دسترخوان پر کتنے پُر تکلف کھانے چنے ہوئے تھے۔ میں رسول اللہ کی سنت کی خلاف ورزی نہیں کرتا چاہتا تھا یہی میرے غصے کی وجہ تھی اور اسی لیے میں واپس آ گیا۔''

ان کے اس بیان سے میری پریشانی کی ایک وجہ تو ختم ہوگئی کہ وہ کیوں خفا ہو کر وہاں سے نکل آئے۔ بعد میں دست بستہ معافی مانگنے پر انھوں نے معاف بھی فرما دیا۔ آج تک اس بات سے ان کی عظمت کا ایک ایسا نقش دل پہ ثبت ہے کہ اب شاید مرنے کے بعد بھی وہ نہ مٹ پائے۔ اس ایک واقعے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے لیڈر دنیا دار لیڈروں سے کس قدر مختلف مزاج کے لوگ تھے۔

ملک صاحب کی زبانی ہی معلوم ہوا کہ مولانا ہمارے لیڈروں میں بھی ہر لحاظ سے منفرد تھے۔ رات کو بستر پر نہیں بلکہ مصلے پر یادِ خدا و گریہ میں گزارتے تھے۔ انتہائی موٹا جھوٹا پہنتے تھے۔ سادگی اور درویشی میں اپنی مثال آپ تھے۔ شروع شروع میں احرار کے خلاف تھے۔ احرار رہنماؤں کی تقریر کا تاثر اپنی ایک تقریر کے ذریعے ختم کر دیتے تھے اپنے علاقے میں انہوں نے احرار کا رنگ نہ جمنے دیا۔ لیکن جب حج پر گئے تو دعا مانگی کہ اے اللہ میں دین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں میری رہنمائی فرما کر کن لوگوں کے ساتھ مل کر دین کا کام کروں۔ وہیں حج کے دوران مکاشفے کے طور خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ احرار کی مخالفت ترک کر کے اسی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور دین کی خدمت کرو۔ جس کے بعد مجلس احرار میں شامل ہو گئے اور پھر جماعت میں مقام پر پہنچے کہ جس کا کوئی جواب نہیں۔ احرار کے بالائی نظم نے باقاعدہ فیصلہ کیا کہ جہاں جلسے میں امیر شریعت شامل ہوں وہاں پر مولانا گل شیر شہید کو نہ بلایا جائے اور جہاں مولانا گل شیر کی شمولیت ہو وہاں امیر شریعت نہ شامل ہوں کہ ایک کی تقریر کے بعد دوسرے کی تقریر کی حاجت ہی باقی نہیں رہتی۔ قرآن کی تلاوت مجھے بگوشِ ہوش سماعت کرنے کا شرف تو حاصل نہ ہوا لیکن جنہوں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ صرف امیر شریعت کی تلاوت ہی ان کے پائے کی تھی۔ غالباً حضرت امیر شریعت کا ذاتی تاثر بھی ایسا منقول ہے۔

مراد آباد آل انڈیا احرار کانفرنس کا واقعہ:

ایک مرتبہ ملک صاحب نے بتایا کہ مراد آباد میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام کا جلسہ تھا۔ ہمارا شرکت کا ارادہ تھا جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ چنیوٹ کے اسلامیہ ہائی سکول میں ماسٹر خیال مراد آبادی اردو کے معلم تھے جن سے خاصا اچھا تعلق تھا۔ گرمیوں کی چھٹیاں تھیں اس لیے وہ ان چھٹیوں میں مراد آباد ہی میں گئے ہوئے تھے۔ سوچا کہ قیام ان کے ہاں کر لیں گے اور جلسہ میں شرکت آسان ہو جائے گی۔ چنانچہ وہاں پہنچے تو ماسٹر صاحب کے ہاں ہی ٹھہرے اتفاق یہ تھا کہ گھر جلسہ گاہ کے قریب ہی تھا۔ رات شاہ جی کی تقریر سنی۔ صبح ناشتہ کرتے ہوئے ماسٹر خیال مراد آبادی اور میں دونوں شاہ جی کی رات کی تقریر پر تبصرہ کر رہے تھے۔ ماسٹر خیال مراد آبادی کی نانی صاحبہ جو غالباً سو سال کی عمر کی تھیں ہمارا مکالمہ غور سے سن رہی تھیں کہنے لگیں ''رات میں نے بھی اپنے بستر پر تقریر سنی ہے بس ایک بات ہی بار بار ذہن میں آ رہی تھی کہ یہ کیسا شخص ہے کہ جس نے ہمارے باپ دادا کی بولی ٹھولی میں پوری تقریر کر دی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ یہ مقرر جیسے مراد آباد کا ہی شہری

ہو ہماری مخصوص زبان اور اس کی مادری زبان ہو۔''

شاہ جی کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ جس شہر میں جاتے تھے اسی شہر کہ لب و لہجہ میں تقریر کرنے میں انہیں اچھی مہارت تھی لوگ اس پر خاصے حیران اور متعجّب ہوتے کہ ان کے لیے ایسا کیونکر ممکن ہو گیا تھا۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا چنیوٹ ریلوے اسٹیشن پر استقبال:

ایک واقعہ ملک اللہ دتہ مرحوم و مغفور نے یہ بھی سنایا کہ قیامِ پاکستان سے صرف چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ شہر میں مشہور ہو گیا کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ بذریعہ ٹرین چنیوٹ شہر کے ریلوے سٹیشن سے گزریں گے اور شہر کے اوباش مسلم لیگیوں نے ان کی توہین کا منصوبہ بنایا ہے۔ میں نے خبر کی تصدیق کی تو پتہ چلا کہ بات درست ہے۔ میں نے ایک دکان سے گھی کا بڑا خالی کنستر اٹھایا اور اس کے ساتھ شہر بھر میں منادی کر دی کہ حضرت مدنی ٹرین سے فلاں وقت ریلوے سٹیشن سے گزریں گے شہر کے لوگ ان کے استقبال کے لیے تشریف لے جائیں۔ غنڈہ گردی کرنے والوں کے لیے مجلس احرارِ اسلام کے رضا کاروں کا پورا پورا انتظام ہوگا۔ رضا کارانِ احرار ٹرین رکنے پر استقبال کے لیے موجود تھے۔ فضا مولانا حسین احمد مدنی زندہ باد کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ اور ہماری نگاہیں ان منصوبہ ساز شُہدوں کو تلاش کر رہی تھیں لیکن وہ کہیں نظر نہیں آئے۔ ملک صاحب نے بتایا کہ میں نے دو چار منٹ ان کے ڈبے میں جا کر ان سے ملاقات بھی کی اور اپنا تعارف بھی کرایا کہ میں چنیوٹ مجلس احرارِ اسلام کا صدر ہوں اور میری ناچیز مساعی سے آپ کے استقبال کا اعزاز اہلیانِ شہر کو حاصل ہوا ہے۔ مولانا انتہائی مسرور ہوئے اور میرے گھر کا پتہ لکھ لیا۔ واپس گھر پہنچنے پر مجھے گھر سے شکریے کا ایک خط بھی ارسال فرمایا' جو میری زندگی کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اس قسم کے کئی واقعات ان کی ذہنی لائبریری میں بڑی ترتیب کے ساتھ موجود تھے جو وہ اکثر و بیشتر سنایا کرتے تھے۔

سردار بشن سنگھ:

چنیوٹ میں سردار بشن سنگھ نامی تحصیل دار اپنی سرکشی اور منہ زوری کی وجہ سے کافی مشہور تھا۔ شہر کے رؤسا جن میں خاص طور پر محلّہ کھٹّی کے سادات قابلِ ذکر ہیں کے ساتھ سردار بشن سنگھ کے خصوصی تعلقات تھے جس کی وجہ سے اس کی سرکشی اور تمرّد میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔ کسی بات پر ڈاکٹر عزیز علی ایڈیٹر ہفت روزہ ''یادِ خدا'' اور سردار بشن سنگھ تحصیلدار کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ بات کوئی ذاتی نوعیت کی نہ تھی بلکہ شہریوں کے مفادات کا کوئی معاملہ تھا جسے وہ خاطر میں نہیں لا رہا تھا۔ ڈاکٹر عزیز علی بڑے دھڑلے کے آدمی تھے' اچھی خاصی توں توں مَیں مَیں ہوئی۔ تحصیلدار صاحب نے کھٹّی کے سادات سے رابطہ کیا اور کہا کہ اس ڈاکٹر عزیز علی کا کوئی علاج کرو، اس نے تو میری عدالت میں میری بے عزتی کر دی۔ سادات نے کہا کہ یہ کونسا بڑا مسئلہ ہے۔ ہمارے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ چنانچہ ایک دن ڈاکٹر عزیز علی مرحوم و مغفور اپنے چھوٹے بھائی ڈاکٹر زین العابدین کے ساتھ کھٹّی محلے کسی کام کی غرض سے گئے ہوئے تھے کہ ساداتِ کھٹّی کے پالتو غنڈوں ہتّھے چڑھ گئے۔ پولیس چوکی جو اس وقت تھانے میں تبدیل ہو چکی ہے' کے سامنے سڑک پر ڈاکٹر عزیز علی اور ان کے بھائی کو

بُری طرح زدوکوب کیا گیا۔ان کے ہاتھ منہ سوج گئے کپڑے پھٹ گئے،اس حالت میں دونوں بھائی جب واپس شہر آئے تو یہ خبر شہر میں ان سے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ جہاں جہاں سے گزرتے گئے دکانیں بند ہوتی گئیں اور پورے شہر میں غم و غصّے کی لہر دوڑ گئی۔ میں ان دنوں خالد بن شہید کے بعد نونہالانِ احرار کا سالارِ اعلیٰ تھا۔ ڈیڑھ دوسو کے قریب ننھے رضا کار میری کمان میں تھے۔میرے ہر حکم کے منتظر رہتے تھے۔ مجھے سالارِ اعلیٰ (رضا کارانِ احرار) رفیق چنیوٹی نے طلب کیا اور کہا کہ اپنی جماعت کے رضا کاروں کو اکٹھا کر کے شہر میں اس بشن سنگھ کے خلاف ایک احتجاجی جلوس نکالو۔ میں نے لبیک کہا اور ایک گھنٹہ کے اندر اپنے رضا کاروں کو اکٹھا کرلیا۔شاہی منڈی' مجلسِ احرارِ اسلام کا مرکز تھا۔ہم وہاں جمع ہوئے اور اس احتجاجی جلوس کا آغاز کیا۔ ہماری منزل سردار بشن سنگھ کا گھر تھا۔ جو شہر کے دوسرے کنارے ہندوؤں کے سب سے بڑے مندر کے ساتھ ہی واقع تھا۔ہم جس جگہ سے گزرتے وہاں کی فضا ڈاکٹر عزیز علی زندہ باد' بشن سنگھ مردہ باد کے نعروں سے گونج گونج جاتی تھی۔شہر کے ہر بڑے چوک میں ہم گول دائرہ بنا کر سردار بشن سنگھ کا ماتم بھی کرتے۔شہر کے لوگ جو ڈاکٹر عزیز علی کے رفاہی کاموں کی وجہ سے انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے ہر چوک میں ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ بشن کا ماتم کرتے ہوئے اور بشن سنگھ مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے جب ہم بشن سنگھ کے گھر کے قریب پہنچے تو اس کے ملازموں نے ہم پر اپنے پالتو کتے چھوڑ دیے،اس پر جلوس منتشر ہوگیا۔شہر میں ہمارے جلوس سے ہلچل سی مچ گئی۔ ہر جگہ ہمارے جلوس کا ذکر تھا اور ہر کوئی کہہ رہا تھا کہ احراری بچوں نے کمال کر دیا ہے' شہر کی جذبات کی ترجمانی نے کردی۔

دوسرے دن صبح سویرے شہر میں یہ خبر پھیلی کہ سردار بشن سنگھ مر گیا ہے پہلے تو شہر کے لوگوں نے اسے افواہ سمجھا لیکن تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقعتاً سردار صاحب واصلِ جہنم ہوگئے ہیں۔ ہوا یہ کہ ہمارے اس جلوس کے فوراً بعد اس کی طبیعت خراب ہوگئی۔ قے اور اسہال یکدم شروع ہوئے رات تک حالت نازک ہوگئی تو لائل پور ہسپتال لے جایا گیا لیکن سنبھل نہ سکا اور گزر گیا۔لوگوں کا تبصرہ تھا کہ معصوم احراریوں کی بددعائیں اسے لے بیٹھیں۔شہر میں اس بات کا کافی دنوں چرچا رہا کہ بچوں کی بددعائیں کتنی تیزی سے رنگ لائیں کہ تُندخو اور سرکش چند گھنٹوں میں موت سے ہمکنار ہوگیا۔

ڈاکٹر عزیز علی کے ادارہ کے ایک کاتب علی محمد ان کے صرف کاتب ہی نہ تھے بلکہ بھائیوں جیسا تعلق رکھتے تھے۔ وہ ''یادِ خدا'' کی کتابت کے ساتھ ساتھ دن رات ڈاکٹر عزیز علی کی اس توہین پر کڑھتے رہتے تھے۔انہوں نے بھی کہا کہ جب تک اس بے عزتی کا بدلہ نہیں لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے گاؤں سے لٹھ بند دیہاتیوں کو بلوایا جنہیں ہر روز اندروالی مسجد میں ڈاکٹر زین کی دکان کے اندر بٹھا دیا جاتا اور کچھ آدمیوں کو شہر میں اس بات کا پتہ لگانے کے لیے بھیج دیا جاتا کہ وہ دیکھیں کہ ٹھٹھی کے غنڈوں میں سے کوئی فرد شہر میں تو نہیں ہے، دو روز کے بعد پتہ چلا کہ ٹھٹھی والوں کا ایک اہم فرد غالباً اس کا نام ''شبیر شاہ'' تھا اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شہر میں دیکھا گیا ہے بس پھر کیا تھا کاتب علی محمد کی یہ فوج ظفر موج فوراً اس جگہ آ گئی جہاں آج کل راحت بیکری کی دکان ہے وہاں انہوں نے شبیر شاہ اور اس کے ساتھیوں کو

گھیر لیا۔ ڈاکٹر صاحب کو پتہ چلا تو وہ بھی جلدی جلدی وہاں پہنچ گئے اور اپنے لٹھ بند دوستوں کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ آپ میں سے کوئی شخص ان کو نہیں مارے گا۔ میں اپنا بدلہ خود اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔ چنانچہ ڈاکٹر عزیز علی نے خود ان تین چار لوگوں کو جن میں ان کا سرکردہ ایک سید بھی تھا جنھوں نے ڈاکٹر صاحب کو مار کر زخمی کر دیا کی خوب دھنائی کی۔ یہ لوگ شہر سے مار کھا کر جب کھٹھی پہنچے تو یہ خبر سنتے ہی وہاں کے لوگ آگ بگولہ ہو گئے اور تقریباً سو دو سو کے لگ بھگ ایک مشتعل جلوس کی صورت میں شہر کی طرف چل پڑے۔ کسی کے پاس لاٹھی تو کسی کے پاس کلہاڑی اور بلم، کچھ مسلح اور کچھ غیر مسلح۔ چوک قصاباں میں جو آج کل شہید چوک کہلاتا ہے آ کر محلّہ کے رہنے والے قصابوں کو ماں بہن کی گالیاں دے کر للکارتے رہے۔ اس لیے کہ محلّہ کے قصائی' ڈاکٹر صاحب کی عوامی خدمات کو شہر کے دوسرے لوگوں کی طرح دل و جان سے چاہتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے۔ بہرحال یہ چوک میدانِ جنگ بن گیا لاٹھیوں کی ایک زبردست جنگ شروع ہو گئی ایک قصائی نوجوان ''ممّوں بوڑی دا'' جس نے ایک خاص لاٹھی جو تیل میں بھگو کر تیار کر رکھی تھی اور وہ دریا پر ریت کے اوپر لٹھ چلانے کی مکمل تربیت بھی حاصل کر چکا تھا جب اس جنگ میں آیا تو اس وقت تک دونوں طرف سے سات آٹھ آدمی زخمی ہو کر گر چکے تھے۔ جب اس نے لٹھ چلانی شروع کی لٹھ کی آواز ایک عجیب سی گونج پیدا کر رہی تھی اور اس گونج میں ایک ہیبت بھی تھی۔ چند ہی منٹوں میں اس ایک آدمی نے کھٹھی سے آنے والے پورے لشکر کو آگے لگا لیا اور میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ زخمی زمین پر پڑے تھے جن میں ایک زخمی احسان الٰہی احرار کا رکن بھی تھا۔ اِدھر یہ جنگ جاری تھی اُدھر ڈاکٹر صاحب اپنا کارنامہ سرانجام دے کر واپس گھر جا رہے تھے، لیکن اس جنگ سے ابھی تک بے خبر تھے میں بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ تھا۔ اتنے میں میرے چچا جاوید منیر احمد ہمارے پیچھے بھاگتے ہوئے آئے اور کہنے لگے ''او بھائیا جی واپس آؤ' اُدھر کھٹھی والے مسلح ہو کر آ گئے ہیں اور چوک قصاباں میں ان کی قصائیوں کیساتھ زبردست لڑائی ہو رہی ہے، کئی لوگ زخمی ہو گئے ہیں'' اس پر ڈاکٹر عزیز علی اپنے لٹھ بند ساتھیوں کے ہمراہ واپس بھاگے تاکہ اس لڑائی شرکت کر سکیں۔ ڈاکٹر صاحب خود ان کے ساتھ بھاگ بھی رہے تھے اور انہیں کہہ بھی رہے تھے کہ آہستہ آہستہ بھاگو سانس پھول گئی تو پھر لاٹھیاں کیسے برساؤ گے۔ ابھی ہم صرافہ بازار میں چنیوٹیوں والی مسجد کے قریب ہی آئے تھے کہ لوگوں نے ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں کو روک لیا کہ اب لڑائی ختم ہو چکی ہے اور پولیس موقع واردات پر پہنچ کر اپنی کاروائی کر رہی ہے، آپ وہاں نہ جائیں معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ زخمیوں کو ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ بعد میں مقدمہ کی نوبت بھی آئی لیکن سادات نے ڈاکٹر صاحب سے معافی مانگ لی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن اس واقعہ سے ڈاکٹر عزیز علی کی دھاک شہر کے دوسرے افسروں پر بیٹھ گئی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ جرأت کے ساتھ شہریوں کے مسائل کے لیے شہر کے افسران کے ساتھ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے میں زیادہ مستعد ہو گئے اور شہری مسائل میں افسران کا تعاون بہتر ہو گیا۔ (جاری ہے)

تبصرہ: صبیح ہمدانی

● **نام کتاب: شعری التجائیں تصنیف: پروفیسر محمد اقبال جاوید**

ضخامت: ۲۹۶ صفحات قیمت: ۳۰۰ روپے ناشر: ندوۃ المعارف ۱۳۔ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

مسلمانوں میں سفر نامۂ حرمین کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی کی خود سفرِ حرمین کی روایت۔ فتح مکہ کے بعد جب اوّلین حج کے لیے مسلمانوں کے قافلے سوئے حرم مکّہ روانہ ہوئے تو اس وقت سے لے کر تا بہ مراجعت، اس حج کے امیر سیدنا ابوبکر صدیق نے جو کچھ دیکھا سنا اور محسوس کیا اس کو بطور کارگزاری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس حج سے پہلے کے دو اسفار جو مکہ کی طرف ہوئے (صلح حدیبیہ اور عمرۃ القضاء) ان کے احوال وتاثرات تو خود قرآن مجید میں ہی مذکور ہیں۔

زیرِ نظر کتاب بھی سفر نامۂ حرمین ہی ہے۔ البتہ مصنف (مسافر) کی جودتِ طبع نے یہاں پر بھی نئے رنگ دکھائے ہیں۔ اس کتاب میں اصطلاحی سفر ناموں کے اسلوب ومحاکاۃ کی پیروی کے طوق کو توڑ کر طبعی وقلبی واردات کی داستان نویسی پر توجہ دی گئی ہے۔ کتاب کا ذیلی عنوان ہے ’’حرمین شریفین میں یاد آنے والے کیف آفریں اشعار، تاثراتی توضیحات کے ساتھ‘‘ یہ ذیلی عنوان مشمولات کتاب کی طرف کامل رہنمائی کرتا ہے اور ناظرِ کتاب میں سرورق سے آگے بڑھنے اور کتاب سے مستفید ہونے کی خواہش وتجسّس کو پیدا کرتا ہے۔

’’پروفیسر محمد اقبال جاوید‘‘ زبان وادب کے استاذ ہیں۔ نہایت مسلمان آدمی ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتقاد ومحبت کی دولت سے مالا مال ہیں اور اسی تعلق کی وساطت سے نامور عاشقِ رسول اور مجاہدِ ختم نبوت مرحوم ومغفور آغا شورش کاشمیری رحمہ اللہ سے بھی دلی لگاوٗ رکھتے ہیں۔ ان درج بالا تمام صفات ومحاسن کا عکس اس کتاب کے صفحے صفحے میں جھلکتا ہے اور قاری کی آنکھوں میں روشنی پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ کتاب میں درج کردہ اشعار کا انتخاب بہت عمدہ اور عالی شان ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہر شعر کے ضمن میں اس کو یاد کرنے کا موقع (شانِ استحضار) ویسے ہی عمدہ اور عالی شان اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ ان خوبیوں کی بنا پر کتاب ہر اس مسلمان کے لیے ایک تسکینِ جان کی حیثیت رکھتی ہے جو حرمین میں حاضری کے شوق میں گرفتار ہے۔

● **نام کتاب: سیرت ابن ہشام (۲ جلد) ترجمہ: مولانا قطب الدین احمد محمودی**

ناشر: المیزان ناشران وتاجران کتاب۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

سیرت ومغازی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تصنیفات کے سلسلے میں سیرت ابن ہشام کو اپنی قدامت و اصالت، مصنف کے ذوقِ تحقیق وتنقیح اور جامعیت کی بنیاد پر انتہائی اہم درجہ حاصل ہے۔ اسی اہمیت کی وجہ سے سیرت

نگارانِ ہندو پاک کے ہاں اس کے ترجمہ و تلخیص کی روایت موجود ہے۔

زیرِ نظر کتاب معروف اشاعتی ادارے ''المیزان'' کی پیش کش ہے۔ اس اشاعت کے مترجم مولانا قطب الدین محمودی ہیں اور نظر ثانی مولانا مفتی نورالاسلام حقانی سے کرائی گئی ہے۔ چونکہ اصل متن سے کتاب کے مقارنہ کا وقت میسّر نہیں اس لیے محض اسی اشاعت کے محاسن و تسامحات پیش خدمت ہیں۔ کتاب کو دیدہ زیب کمپیوٹر کتابت (مائیکروسوفٹ ورڈ) میں کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حروف خوانی کے لحاظ خاصی بہتری کی گنجائش ہے۔ مثلاً عرضِ ناشر میں ہی ۳ سے ۴ غلطیاں اصلاح کی منتظر ہیں۔ فاضل مترجم کا مقدمہ شاملِ اشاعت نہ ہونا بھی تعجب کا مقام ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک مضحکہ خیز صورت تب پیدا ہوتی ہے جب مترجم اپنے پیشِ نظر چار نسخوں کے اختلافات کی طرف ''ا۔ب۔ج۔د'' کے ذریعے اشارہ کرتے ہیں اور قاری یہ جاننے سے قاصر ہوتا ہے کہ یہ چار نسخے کون سے ہیں اور ''ا۔ب۔ج۔د'' سے کون کون سا نسخہ مراد ہے۔

کتاب کا سرورق عمدہ جلد مضبوط اور کاغذ درمیانہ درجے کا ہے۔

مسافرانِ آخرت

☆ **حکیم محمد ارشد** (رحمانیہ دواخانہ راولپنڈی) ۱۴؍ اکتوبر کو انتقال فرما گئے۔

☆ **طاہر اقبال مرحوم خانپور** (رحیم یار خان) جماعت کے رہنما مرزا واصف بیگ کے بہنوئی پروفیسر فرّخ شہزاد کے بھائی طاہر اقبال سر میں گہری چوٹ لگنے سے ۷؍ نومبر ۲۰۱۱ کو انتقال کر گئے۔

☆ مدرسہ معمورہ معاویہ نگر (مہر پور) مظفر گڑھ کے منتظم قاری عبدالرّزاق ارشد کے پھوپھی زاد بھائی محمد یعقوب عید الاضحیٰ کے دوسرے دن انتقال کر گئے۔

☆ چیچہ وطنی کے چک نمبر 113-12L میں جماعت کے پرانے رفیق جناب محمد اصغر کے والد گرامی شیر محمد ۱۳؍ نومبر کو انتقال فرما گئے۔

☆ چیچہ وطنی کے پرانے صحافی اور نیوز ایجنٹ انتہائی خوش اخلاق انسان محمد عبداللہ عاصی ۱۵؍ نومبر کو انتقال فرما گئے۔

☆ **رضوان الدین احمد صدیقی مرحوم:** مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے امیر جناب رضوان الدین احمد صدیقی ۲۳؍ نومبر ۲۰۱۱ء کو انتقال فرما گئے۔

☆ **حاجی عبدالرشید مغل مرحوم:** مجلس احرار اسلام جھنگ کے کارکنان جناب حاجی محمد افضل اور حاجی محمد محبوب کے والد ماجد، انتقال ۲۱؍ نومبر ۲۰۱۱ء

☆ مجلس احرار اسلام کے سابق مرکزی رہنما حافظ محمد اکبر صاحب (رحیم یار خان) ۲۷؍ نومبر ۲۰۱۱ء کو شدید علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔ (آمین)

احباب و قارئین تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت و ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

ادارہ

اخبار الاحرار

شہداءِ ختمِ نبوت ساہیوال قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کی یاد میں منعقدہ ''کانفرنس'' کی روداد

(رپورٹ: شاہد حمید) ۲۷ سال قبل ۲۶/ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال میں جامعہ رشیدیہ کے استاد اور مجلس احرارِ اسلام ساہیوال کے صدر قاری بشیر احمد حبیب اور گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج کے طالب علم اظہر رفیق کو مشن چوک کے قریب قادیانیوں نے شہید کر دیا تھا۔ ساہیوال کے اِس اندوہناک واقعہ کے فوراً بعد گورنر پنجاب چودھری الطاف حسین نے پریس ایڈوائس کے ذریعے اخبارات کو قادیانیوں کی اس دہشت گردی اور جارحیت کی خبریں شائع کرنے سے روک دیا لیکن خبر پورے ملک میں پھیل گئی ضلع ساہیوال سراپا احتجاج بن گیا دور دراز سے لوگ جامعہ رشیدیہ پہنچنا شروع ہو گئے کُل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ، ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری، مولانا محمد ضیاء القاسمی مرحوم اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت میں ساہیوال پہنچ گئی، مولانا منظور احمد چنیوٹی مرحوم اور مولانا اللہ یار ارشد مرحوم کو چنیوٹ سے ساہیوال آتے ہوئے راستے میں گرفتار کر لیا گیا۔ حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی اور حضرت پیر جی عبدالعلیم رائے پوری نے تحریک ختم نبوت کی اعلیٰ قیادت سے مشورے اور خصوصاً حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی تائید سے جناب عبداللطیف خالد چیمہ کو مقدمہ کا مدعی بنایا اور جناب عبدالمتین چودھری ایڈووکیٹ کی نگرانی میں سینئر وکلاء کی ایک منجھی ہوئی ٹیم نے دن رات ایک کر کے ملٹری کورٹ نمبر ۶۲ ملتان میں مقدمہ کی پوری جنگ لڑی اور برصغیر کی تاریخ میں ایک مثال قائم کر دی گئی کہ ہنگامہ آرائی کے بغیر ایک عدالتی پراسیس کو اختیار کیا جائے تو قانونی جنگ جیتی جا سکتی ہے، ملتان میں صبر آزما عدالتی سماعت کے دوران مجیب الرحمٰن اور خواجہ سرفراز جیسے ٹاپ کے قادیانی وکلاء زچ ہو کر رہ گئے، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ العالی اپنے نائبین اور کارکنوں کے ہمراہ عدالت کے باہر نصرت کے لئے موجود رہتے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سپیشل ملٹری کورٹ نے قادیانی ملزمان محمد دین اور محمد الیاس منیر مربی کو سزائے موت اور جرمانہ کی سزا سنائی، محمد دین تو سنٹرل جیل ساہیوال میں ہی مر گیا جبکہ محمد الیاس منیر مربی (سزائے موت) علاوہ ازیں نعیم الدین، عبدالقدیر، محمد نثار اور حاذق رفیق طاہر کی سزائے موت کو لاہور ھائی کورٹ کے جج جسٹس محمد ارشاد اور جسٹس محمد عارف نے ۱۹۹۴ء میں رہا کر دیا۔ ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے سپریم کورٹ آف پاکستان اسلام آباد میں پٹیشن دائر کر دی جسے ۱۹۹۵ء میں سماعت کے لیے منظور کر لیا گیا۔ عدالت عظمیٰ نے طویل مدت کے بعد ۲۰۱۱ء میں صورتحال کا سخت نوٹس لیتے ہوئے وفاقی وصوبائی

متعلقہ اداروں اور پولیس کو ہدایت کی کہ وہ ملزمان کو بیرون ممالک سے واپس لانے کے ہر ممکن اقدامات کریں۔ شہداءِ ختمِ نبوت کے مقدمہ کے مُدعی جناب عبداللطیف خالد چیمہ، جامعہ رشیدیہ، مجلس احرارِ اسلام اور احباب ساہیوال کے تعاون سے اس قدیم اور اہم ترین مقدمے کی مسلسل پیروی کر رہے ہیں گزشتہ ماہ ۳۱؍ اکتوبر کو بھی سپریم کورٹ میں تاریخ پیشی تھی، جن شہداءِ ختمِ نبوت (قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق) نے اپنا خون تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظِ ختمِ نبوت پر نچھاور کیا اِنہی شہداء کی یاد میں ۲۸؍ اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز جمعتہ المبارک بعد نماز مغرب بلدیہ ہال، ساہیوال میں متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی ضلع ساہیوال اور جامعہ رشیدیہ کے زیر اہتمام "شہداءِ ختمِ نبوت کانفرنس" کا اہتمام کیا گیا کانفرنس کی صدارت جامعہ رشیدیہ کے مہتمم حضرت مولانا کلیم اللہ رشیدی نے کی جبکہ مہمانانِ خصوصی مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد (ابن حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ) اور حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری تھے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے رہنما مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری، جماعت اسلامی کے رہنماء شیخ شاہد حمید، بزمِ رضا پاکستان کے چیئر مین شیخ اعجاز احمد رضا، انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ کے رہنماء مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، جمعیت علماء اسلام کے رہنما قاری سعید ابن شہید اور قاری محمد طاہر رشیدی، مولانا سید انعام شاہ بخاری، مولانا شاہد عمران عارفی، عبدالمتین چودھری ایڈووکیٹ نے شرکت وخطاب کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ریشہ دوانیوں کو نظر انداز کرنے والے حکمران اور سیاست دان ملکی سلامتی اور دفاع سے غافل ہیں پاکستان کو امریکی اتحاد سے نکل کر سچے توحیدی جذبے سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ضرورت ہے شہداءِ ختمِ نبوت نے اپنے خون سے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ کیا ممتاز قادری کی سزا ختم کر کے اسے بلا تاخیر رہا کیا جائے۔ انہوں نے اس ملک کو بچانے اور مستحکم بنانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے اور غیر ملکی مداخلت اور امریکی تسلط سے نجات حاصل کی جائے، انہوں نے کہا کہ شہداءِ ختمِ نبوت قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق نے اپنے مقدس خون سے اِس تحریک کی آبیاری کی ان کا خون اور قربانی ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم فتنۂ قادیانیت کی حقیقت سے پوری دنیا کو آگاہ کریں، انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں حاجی نمازی حکمرانوں نے تحریک ختمِ نبوت کو کچلنے کے لیے دس ہزار فرزندان کے خونِ بے گناہی سے ہاتھ رنگے جبکہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اسمبلی کے فلور پر لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور بھٹو مرحوم نے اڈیالہ جیل میں دورانِ اسیری کہا تھا کہ "قادیانی پاکستان میں وہ مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے" انہوں نے کہا کہ موجودہ پیپلز پارٹی بھٹو مرحوم کے تحفظِ ختمِ نبوت کے تاریخی کردار سے غداری کی مرتکب ہو رہی ہے اور قادیانیوں کو نوازا جا رہا ہے، انہوں نے الزام عائد کیا کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں توہین رسالت کے قیدی عنائت رسول نے جیل کے اندر قرآن پاک کی توہین کی جبکہ جیل کا عملہ اس کے خلاف کارروائی نہیں کر رہا جس سے قیدیوں میں اشتعال پایا جاتا ہے، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا ہے کہ تحفظِ ختمِ نبوت کے شہداءِ کا تذکرہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے تحفظِ ناموس رسالت اور تحفظ ختمِ نبوت جیسے قوانین کو کوئی مائی کالال ختم نہیں کر سکتا، انہوں نے کہا کہ قادیانی کوئی فرقہ نہیں بلکہ فتنہ ہے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اور مسلم فرقے قرآن وسنت کی روشنی میں قادیانیوں کے کفر پر متفق اور متحد ہیں۔ مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، شیخ شاہد حمید، قاری محمد طاہر رشیدی

اور دیگر مقررین نے کہا کہ حکومت اور ایوانِ صدر کی راہداریوں میں قادیانی اور لادین عناصر براجمان ہیں اور ملک کے نظریاتی و اسلامی تشخص کو تباہ کیا جارہا ہے، انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے اکھنڈ بھارت کا مذہبی عقیدہ رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد سمجھتے ہیں۔ کانفرنس کی قراردادوں میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ اسلامی نظام کا عملی نفاذ ہی اس ملک کو بچا سکتا ہے۔ لہٰذا قیامِ پاکستان اور دستورِ پاکستان کے تقاضے پورے کرنے کے لئے حکمران اور تمام جماعتیں مملکتِ خداداد پاکستان میں بانیٔ پاکستان کے فرمودات کی روشنی میں قرآن وسنت کے نفاذ پر پوری طرح متحد ہو جائیں، کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔ کانفرنس کی ایک قرارداد میں اس امر پر شدید احتجاج کیا گیا کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں توہین رسالت کے ایک سزایافتہ قیدی عنایت رسول ولد محمد بشیر نے جیل کے اندر قرآن پاک کی توہین کی اور جیل کا عملہ اس کو مراعات دے رہا ہے اس بابت جیل میں ایک دوسرے قیدی کی طرف سے کارروائی کے لئے تحریری درخواست دی گئی جس کا نوٹس لینے کی بجائے درخواست گزار کو دستبردار ہونے کے لئے دباؤ ڈالا جارہا ہے۔ ایک اور قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ غازی ممتاز قادری کو سنائی جانے والی سزا کالعدم قرار دے کر ان کو رہا کیا جائے اور توہین رسالت کے مرتکبین کی حوصلہ افزائی ترک کی جائے کانفرنس میں ملک میں جاری کرپشن، لوٹ مار، ہوشربا مہنگائی امن وامان کی بدترین صورتحال، عدم تحفظ اور بڑھتی ہوئی سیاسی مفادات پر مبنی افراتفری پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ کانفرنس حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری اور صاحبزادہ رشید احمد کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی، دریں اثناء مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں عیدالاضحیٰ کے اجتماع سے خطاب میں کہا کہ اس وقت ملک جن مسائل کا شکار ہے ان کے پیچھے کفر یہ یلغار کارفرما ہے، ایوان صدر میں قادیانی سازشوں کا زور ہے پاکستانی نژاد امریکی سرمایہ کار منصور اعجاز ملک وملت کے خلاف خطرناک سازشیں کررہا ہے صدر زرداری نے منصور اعجاز پر اعتماد کا جو کھیل کھیلا اس کے مضر اثرات کو چھپایا جارہا ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں پر جس حکمران اور سیاستدان نے بھی اعتماد کیا قادیانیوں نے اُسے ضرور ڈسا...... انہوں نے کہا کہ منصور اعجاز نے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور کشمیر کاز کو نقصان پہنچانے کے لئے ماضی میں بڑی خطرناک سازشیں کیں اور اب بھی ملکی سلامتی کے حوالے سے بڑا گھناؤنا کردار ادا کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکمران اور اپوزیشن اپنے طرزِ عمل سے نظریۂ اسلام اور نظریۂ پاکستان کی عملاً نفی کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قربانی ہمیں ایثار وہمدردی اور اخوت وبھائی چارہ سکھاتی ہے اسلام ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جو انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔

اصل ایجنڈہ بھارت کے بعد اسرائیل کو تسلیم اور پسندیدہ ملک قرار دینا ہے

ساہیوال (۱۲ر نومبر) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے والے اگلے مرحلے میں اسرائیل کو زیادہ پسندیدہ ملک قرار دلوانے کی کوششوں بلکہ سازشوں میں مصروفِ عمل ہیں اور یہ سب کچھ پوری دنیا کے مسلمانوں کی اسلامی شناخت ختم کرنے کے لیے ہے وہ جامعہ اشرفیہ مرکزی جامع مسجد

عید گاہ ساہیوال میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے رہنما مولانا عبدالستار کی طرف سے اپنے اعزاز میں منعقدہ عید ملن تقریب سے خطاب کر رہے تھے مولانا منظور احمد، مولانا عبدالباسط، حافظ محمد معاویہ، مولوی حافظ محمد عرفان (خانیوال) اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اسرائیل کو تسلیم کرانے اور پاکستانی فوج کے خلاف دنیا بھر میں فضا بنانے کے لیے پاکستانی نژاد امریکی مشہور قادیانی منصور اعجاز کی سازشوں کو مقتدر حلقے چھپا کر ملکی سلامتی کے خلاف گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں محبّ وطن سیاستدانوں اور مذہبی جماعتوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ منصور اعجاز کی سازشوں سے پردہ ہٹانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں انھوں نے کہا کہ پاکستانی ایٹمی اثاثوں کے خلاف نئی امریکی مہم شروع ہو چکی ہے ملک کو بچانے کے لیے ایٹمی اثاثوں کا بچانا ضروری ہے۔ مولانا عبدالستار نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہید مدینہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سبائی سازش کا شکار ہوئے امام مظلوم سیدنا عثمان غنی کا سبائیوں نے چالیس دن پانی بند رکھا، شہادتِ عثمان کے بعد امت آج تک انتشار کا شکار ہے۔ انھوں نے کہا کہ منکرین صحابہ، اسلام اور نبوت کے گواہوں پر عدم اعتماد کر کے یہودیت و سبائیت کو سپورٹ کر رہے ہیں انکار صحابہ پر مبنی فتنوں کے سد باب کے لیے مؤثر قانون سازی کی ضرورت ہے۔ مولانا منظور احمد نے کہا کہ محرم الحرام میں لاؤڈ اسپیکر کے غیر قانونی استعمال کو روکنے کے لیے سرکاری انتظامیہ اور پولیس کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے تقریب میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ چک نمبر 6-11 ایل (تھانہ ہڑپہ) اور چک نمبر 30-11 ایل (تھانہ غازی آباد) سمیت ضلع بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے ایک دوسری قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ قیام امن کے لیے ضروری ہے کہ محرم الحرام میں اجتماعات کے دوران لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر یکساں پابندی کروائی جائے اور روایتی جلوسوں کے نام پر غیر قانونی جلوسوں اور تعزیوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ قبل ازیں چک نمبر 6-11 ایل میں تحریک ختم نبوت کے کارکن عابد علی بشیر کی دعوت ولیمہ اور ان کی ہمشیرہ کی تقریب نکاح مسنونہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اسلام نے خاندانی نظام کا ایک مکمل ڈھانچہ عطا فرمایا ہے انھوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق ''جب بندہ نکاح کر لیتا ہے تو اس کا دین مکمل ہو جاتا ہے اب اس کو چاہیے کہ اس دین کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے'' عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اتباع سنت اور سادگی سے ہماری پریشانیاں ختم ہو سکتی ہیں انھوں نے کہا کہ قادیانی کا مسلمان کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا اِس موقع پر گاؤں کے علماء کرام نے عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا منظور احمد کو قادیانی سرگرمیوں سے بھی آگاہ کیا، عبداللطیف خالد چیمہ نے اُن کو تلقین کی کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے انتظامیہ اور پولیس کو آگاہ کریں۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ گاؤں میں تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے تعلیمی و تربیتی پروگرام رکھے جائیں گے۔

☆☆☆

لاہور (پ ر) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ دینے کے فیصلے نے ملکی سلامتی اور عسکری قیادت کے لئے سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے؟ ملک کو ناقابل تلافی نقصان سے بچانے کے لیے زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ پاکستانی نژاد امریکی تاجر منصور اعجاز سمیت تمام قادیانی قیادت پر نظر بلکہ چیک رکھا جائے

اور فوج سمیت ملکی سلامتی کے حساس اداروں سے قادیانیوں کو فارغ کیا جائے۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ میموسکینڈل کے مطابق صدر زرداری نے منصور اعجاز کے توسط سے ایڈمرل مائیک مولن کے ذریعے امریکی فوج سے مدد طلب کی اور اس سارے قصے کو چھپاتے چھپاتے وہ خود پھنس بھی گئے بلکہ پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ اب تو سابق وزیر اعظم نواز شریف نے سپریم کورٹ میں میموسکینڈل کے خلاف درخواست دائر کر دی ہے اور سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی بھی سپریم کورٹ سے مطالبہ کر چکے ہیں کہ صدر زرداری کی جانب سے امریکی فوج کو لکھے گئے خط کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ سرکاری عہدیدار اور بعض کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی لابی کا واحد مقصد پاکستانی فوج اور حساس اداروں کی پوزیشن اور ساکھ کو کمزور کرنا ہے اور یہ سب کچھ آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت صریحاً غداری کی ذیل میں آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایوانِ صدر میں بیٹھے یا امریکہ میں موجود قادیانی اس سارے قضیے میں پاکستانی مسلح افواج کے خلاف جس "گیم" میں مصروف ہیں وہ دراصل ملکی سلامتی کے لئے خطرے کا الارم ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایوان صدر میں موجود ایک اہم قادیانی شخصیت اور امریکہ میں موجود قادیانی منصور اعجاز کے خلاف آئین کے مطابق کارروائی نہیں ہوتی تو پھر ملکی دفاع زیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا اور دشمنوں کو دشمنی کے لئے آسانیاں فراہم ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ جس ملک کے صدر پر الزام لگے کہ وہ اپنے ہی ملک کی فوج کے خلاف امریکی فوج سے مدد طلب کر رہا ہو اس پر کون سے قانون کا اطلاق ہوتا ہے؟ مسلح افواج کے لئے لمحہ فکریہ ہے! انہوں نے کہا کہ یہ ساری صورتحال ایک سنگین معاملے کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ ملکی دفاع و سلامتی سے یہ غفلت، غفلت نہیں بلکہ مجرمانہ انحراف ہے، جس پر تمام محبّ وطن حلقے انتہائی دُکھ کا اظہار کر رہے ہیں، عبداللطیف خالد چیمہ نے محبّ وطن حلقوں، سیاستدانوں اور مذہبی قائدین سے اپیل کی ہے کہ وہ صورتحال کا حقیقی ادراک کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (پ ر) چیچہ وطنی کی ممتاز دینی شخصیت، مجلسِ احرارِ اسلام کے مقامی امیر رضوان الدین احمد صدیقی انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ شہر کی مرکزی جامع مسجد میں مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے پڑھائی جس میں ممتاز دینی و سیاسی رہنماؤں، سماجی و شہری حلقوں اور شہریوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مرحوم مجلسِ احرارِ اسلام اور تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کے قدیم اور متحرک کارکن کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے اور دینی و سیاسی اور ادبی حلقوں میں یکساں احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ مرحوم نے شہر میں دینی اقدار خصوصاً تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے بے مثال کردار ادا کیا۔ تحریکِ نظامِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جیل کاٹی، مرحوم عمر بھر مجلسِ احرارِ اسلام کی قیادت کے معتمدِ خاص رہے اور بیعت کا تعلق حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ ان کی رہائش گاہ دینی و سیاسی اور سماجی و ادبی حلقوں کی پہچان تھی۔ رضوان الدین احمد صدیقی علاقے کی ممتاز سیاسی شخصیت میر رضاء الدین احمد کے ماموں زاد بھائی تھے، جمال الدین، صلاح الدین اور سراج الدین کے بڑے بھائی اور محمد عثمان اور ضیاء الحق کے والدِ گرامی تھے۔ مرحوم کی عمر 63 برس تھی پسماندگان میں بیوہ، ایک بیٹی، دو بیٹے اور بے شمار معتقد اور عقیدت مند چھوڑے ہیں۔ منگل اور بدھ کی درمیانی شب ان کو اچانک دل کا دورہ پڑا اور وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کو شہر کے مرکزی قبرستان میں سوگواران

کی موجودگی میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مدیر الاحرار سید محمد معاویہ بخاری، حافظ محمد عابد مسعود سید عطاء المنان بخاری، سید صبیح الحسن ہمدانی اور دیگر نے رضوان الدین احمد صدیقی کے سانحہ ارتحال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم ایک دیرینہ، مخلص اور باوفا وباہمت ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں انھوں نے کہا کہ رضوان الدین احمد صدیقی عمر بھر جہدِ مسلسل کی علامت سمجھے جاتے رہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ مقام سے نوازیں۔ علاوہ ازیں سابق ضلعی ناظم رائے حسن نواز خاں، رائے محمد مرتضیٰ اقبال، سردار محمد نسیم ڈوگر، جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حضرت پیر جی عبدالجلیل رائے پوری، قاری سعید ابنِ شہید، حافظ حبیب اللہ چیمہ کے علاوہ تحریک طلباءِ اسلام کے رہنما مرزا محمد صہیب، محمد قاسم چیمہ، محمد جنید و دیگر کارکنوں سمیت شہر کی تمام تنظیموں نے رضوان الدین احمد صدیقی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔ شاعر اور ادبی شخصیت اکرام الحق سرشار، ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ، سماجی رہنما شیخ عبدالغنی، حکیم محمد رفیق خادم، ممتاز ماہرِ تعلیم محمود احمد محمود اور عبدالسلام شاہین نے مرحوم کی گرانقدر خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ رضوان الدین احمد اپنی ذات میں ایک انجمن تھے مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، محمد ارشد چوہان اور محمد رمضان جلوی نے کہا ہے کہ رضوان الدین احمد کی ہمہ پہلو شخصیت کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

سید محمد کفیل بخاری کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

ملتان (۲۵ر نومبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے ۲۹ر ذی قعد کو قاری عبدالرحیم فاروقی کی دعوت پر مدرسہ صورت القرآن میں خطبہ جمعہ دیا۔ فضائل قربانی وحج کے موضوع پر خطاب کیا۔

عیدالاضحیٰ مدرسہ محمودیہ مسجد المعمور ناگڑیاں میں پڑھائی۔ حافظ محمد ضیاء اللہ قریشی، مولانا محمد عابد اور دیگر احباب و منتظمین کے ساتھ مدرسہ ومسجد کی تعمیر، مجلس احرارِ اسلام کی تنظیم وتوسیع اور دیگر مختلف امور پر مشاورت کی۔ عید کا دن دفتر احرار لاہور میں گزارا۔ جناب میاں محمد اویس، جناب حبیب احمد، جناب ڈاکٹر منیر احمد، جناب محمد آصف اور دیگر احباب سے ملاقات ومشاورت کے بعد ملتان روانہ ہوئے۔

۱۳ر نومبر کو مولانا فیاض احمد کی دعوت پر مدرسہ فاروقیہ، لُنڈی سیدان ضلع راجن پور بعد نمازِ عشاء خطاب کیا۔ قبل ازیں ڈیرہ غازی خان میں قدیم احرار کارکن جناب حاجی محمد اسلم کی رہائش گاہ پر جناب شفیق انجم، جناب بشیر احمد اور دیگر احرار کارکنوں سے ملاقات کی۔

۲۳ر نومبر کو رابطہ کمیٹی، ''پاکستان دفاع کونسل'' کے اجلاس منعقدہ راولپنڈی میں شرکت کے بعد احرار کارکنوں مولانا پیر محمد ابوذر، جناب محمد ابوبکر اور جناب محمد ناصر کے علاوہ دیگر کارکنوں سے ملاقات میں جماعت کی تنظیم سازی پر مشاورت کی اور رات ملتان واپسی کے لیے سفر کیا۔ ۲۷، ۲۸ر نومبر دفتر احرار لاہور میں قیام کیا۔ اس دوران مرکزی سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ بھی دفتر احرار لاہور پہنچ گئے۔ یہاں ورلڈ اسلام فورم کے سربراہ مولانا محمد عیسیٰ منصوری بھی تشریف لائے اور اُن کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔ جس میں مختلف شعبوں اور تنظیموں سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت کی۔

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (2011ء)

مرتب: محمد یوسف شاد

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
حکمرانوں کے لیے فیصلے کی گھڑی	مدیر	جنوری	2
گورنر پنجاب کا قتل اور اس کے محرکات	مدیر	فروری	2
قاتل ریمنڈ ڈیوس: حقائق اور خدشات	مدیر	مارچ	2
امریکی عیسائی پادریوں کی انتہا پسندی............کیا رنگ لائے گی؟	مدیر	اپریل	2
ڈرون حملے اور ناگفتہ بہ صورتحال!	عبداللطیف خالد چیمہ	مئی	2
ملک کا کیا بنے گا؟	مدیر	جون	2
افغانستان سے واپسی کا امریکی اعلان اور پاکستان کا مستقبل؟	مدیر	جولائی	2
حکومت، عدلیہ تصادم......	مدیر	اگست	2
کراچی میں خون کی ہولی	مدیر	ستمبر	2
پاک امریکہ تعلقات میں کشیدگی ''ڈومور'' کے جواب میں ''نومور''	مدیر	اکتوبر	2
معمر قذافی......مردِ آہن کے اقتدار کا خاتمہ	مدیر	نومبر	2
مجلس احرار اسلام؛ عزم وہمت، جرأت واستقامت اور جہد وایثار کے بیاسی سال	مدیر	دسمبر	2
نیٹو افواج کا پاکستانی فوج پر تازہ حملہ			

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کی رحلت/تحریک ناموس رسالت ﷺ	کفیل بخاری/عبداللطیف	فروری	3
تحریک ناموس رسالت ﷺ کی کامیابی!	عبداللطیف خالد چیمہ	مارچ	4
چناب نگر کے پہلے شہیدِ صحافت وختمِ نبوت......رانا ابرار حسین شہید	عبداللطیف خالد چیمہ	اپریل	4
عبدالستار ایدھی کی خدمت میں/قانون توہین رسالت کے خلاف	عبداللطیف خالد چیمہ	مئی	3
مجلس احرار اسلام پاکستان کے انتخابات اور ہماری ذمہ داریاں	عبداللطیف خالد چیمہ	جولائی	3
بشیر بلور کی ہرزہ سرائی	یعقوب غزنوی	جولائی	6
7/ستمبر......یومِ تحفظ ختم نبوت، شہداء ختمِ نبوت ساہیوال کا مقدمہ سپریم کورٹ میں	عبداللطیف خالد چیمہ	اگست	3

حج اور قادیانی، چناب نگر سے ناجائز اسلحہ کی برآمدگی، ''یوم تحفظ ختمِ نبوت اور عرض حال''	عبداللطیف خالد چیمہ	اکتوبر	3
غازی ممتاز حسین قادری کو عدالتی سزائے موت، قادیانیوں کی تازہ جارحیت، یوم فتح قادیان..... پس منظر پیش منظر	عبداللطیف خالد چیمہ	نومبر	3
میموسکینڈل اور منصور اعجاز۔ رضوان الدین احمد صدیقی کا سانحہ ارتحال	عبداللطیف خالد چیمہ	دسمبر	3

دین و دانش:

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شدت و ہیبت میں جبریل کے مثیل	مولانا محمد مغیرہ	جنوری	4
شہیدِ اعظم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین	//	8
گستاخِ رسول کی سزا اور گستاخوں کا انجام	مولانا محمد اکمل	فروری	6
دو بڑے منافق..... عبداللہ بن ابی، عبداللہ بن سبا	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	13
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین	حبیب الرحمٰن بٹالوی	مارچ	7
افضلیت ختم المرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹر محمد طاہر مصطفیٰ	//	10
پیارے بچوں کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا رشید احمد مغل	//	23
مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	قاری محمد طیب قاسمی	//	26
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا خاندان، نسب اور نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	اپریل	10
القاب صحابہ کی معنویت	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	//	16
کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مُتغلِّب تھے؟	قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	جون	14
آپ کو بنوامیّہ سے کیا ملے گا؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	21
سزائے شتم رسول..... عقل اور روایت کے میزان میں	مولانا احسن احمد عبدالشکور	//	23
آیت اظہارِ دین اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	جولائی	7
امیر المؤمنین خلیفۂ راشد و عادل سیدنا علی رضی اللہ عنہ	سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	اگست	6
رمضان سال کا دِل	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	13
ماہ مبارک کو مکدّر نہ کیجیے	مولانا محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	//	15
آیت ''الراشدون'' اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	18
میرا مذہب: حُبِّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	ستمبر	18
آیت ''تمکین'' اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	21
آیت استخلاف اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ (قسط ۱)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	اکتوبر	17
توہین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انجام	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	//	24
قربانی امن عامہ اور معاشی امن و سلامتی کے قیام کا سبب	سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	نومبر	7
بدرِ نبوت، قمرِ منیر صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	15
آیت استخلاف اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ (قسط ۲)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	18

نظمِ عثمانی	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	26
آیت استخلاف اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ (تیسری اور آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	دسمبر	10
مرادِ نبی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	محمد عرفان الحق	//	22
صُفہ اور اصحابِ صفہ	مولانا عبدالقدوس ہاشمی	//	26

شاعری:

مکھڑے	شاعرِ احرار علامہ انور صابری	جنوری	24
چودھری افضل حق	مولانا ظفر علی خان	//	44
آہ! افضل حق	خان غازی کابلی	//	45
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	46
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر اکرام تائب	اپریل	6
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر اکرام تائب	مئی	17
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	18
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر خالد شبیر احمد	جون	12
منقبت امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری	//	13
قطعات	میجر سعید اختر	اگست	31
یوم آزادی (تجدید عہد کا دن)	میجر سعید اختر	//	16
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	17
غزل	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری	اکتوبر	26
مرثیہ (بقلم خود)	شورش کاشمیری	//	46
شہیدِ مدینہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری	نومبر	25
منقبت: اللہ کا انتخاب، شاہ ست غنی	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری	دسمبر	32
بارگاہِ حسین رضی اللہ عنہ	سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	//	33
نعتیہ غزل	میجر سعید اختر	//	34
بیادِ شہدائے ختم نبوت ساہیوال	جانباز مرزا	دسمبر	35

افکار:

صدر پاکستان کے نام!	مولانا محمد صدیق مدظلہ	جنوری	12
آسیہ، عافیہ، توہین رسالت اور حکومت پاکستان!	عبدالرشید ارشد	//	15
''واللہ خیر الماکرین''	سیف اللہ خالد	مارچ	28
شہدائے ختم نبوت 1953ء کی یاد میں	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	//	31

حقوقِ انسانی کے علمبرداروں پوپ بینی ڈکٹ اوروزیر اقلیتی امور کے نام کھلا خط	عبدالرشید ارشد	//	35
برطانیہ کا قانون توہین مذہب	محمد اسلم شاہ	//	38
انقلاب	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	اپریل	7
تبدیلی	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	مئی	5
قانون توہین رسالت......کیا ضیاء الحق کا بنایا ہوا قانون ہے؟	محمد متین خالد	مئی	8
علم مناظرہ اور مروّج مناظرے	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	//	11
اسامہ کی صدی	سیف اللہ خالد	جون	4
جنرل قاتل پرویز......گوئبلز کی بدروح	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	//	6
امریکہ......سفاک اور بے وفا دوست	محمد عاصم حفیظ	//	9
احرار کا قافلۂ تحفظ ختم نبوت......اور آپ کی ذمہ داری	سید محمد کفیل بخاری	ستمبر	3
جناب وزیر اعظم! ریکارڈ درست کیجیے	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	//	7
قادیانی کے لیے دعائے مغفرت!	شاہد حمید	//	11
’’ریمنڈ ملک‘‘	انصار عباسی	//	14
قادیانیت دم توڑ رہی ہے	عبداللطیف خالد چیمہ	اکتوبر	8
سید منیر احمد بخاری (امیر مجلس احرار جرمنی) کے فرزند سید مظفر احمد بخاری کا قادیانیت سے تائب ہوکر قبول اسلام کا اعلان	ادارہ	//	11
مسئلہ قادیانیت اور دستور سے انحراف	مولانا زاہد الراشدی	//	12
’’ابھی تک پاؤں سے چمٹی ہیں زنجیریں غلامی کی‘‘	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	15
شیطانی میو! تاریخ کے تناظر میں	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	دسمبر	7
دہشت گرد امریکہ! اسلحہ کا بیوپاری، امن کا داعی	اسد مفتی	//	9
اندازِ گفتگو کیا ہے؟	خانہ بدوش	//	11

الآثار:

’’میرا ملک چھوڑ دو‘‘	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	جنوری	پسِ سرورق
تحریکِ ختم نبوت ۱۹۳۵ء	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مارچ	پسِ سرورق
شجرِ اسلام	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	اپریل	پسِ سرورق
شہدائے ختم نبوت	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	مئی	پسِ سرورق
نااہل حکمران	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	اگست	پسِ سرورق
ارشادِ گرامی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ		دسمبر	پسِ سرورق

مطالعۂ قادیانیت:

عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کا دعویٔ نبوت	مولانا محمد مغیرہ	فروری	16

حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت (پہلی قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	21
قادیانیت یا کادیانیت اور مرزا قادیانی کی جھوٹی مہدویت	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	//	25
حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت (دوسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	44
چناب نگر کے قادیانیوں نے اپنی جماعت کے خلاف بغاوت کردی	سیف اللہ خالد	اپریل	33
بھاری ہتھیاروں سے لیس قادیانیوں کے چار گروپ قابض ہیں	سیف اللہ خالد	//	36
چناب نگر میں قادیانیوں نے غیر قانونی عدالتی نظام قائم کر رکھا ہے	سیف اللہ خالد	//	39
حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت (تیسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	اپریل	43
قادیانی مسئلہ...... چند سوالات و شبہات کا ازالہ	مولانا زاہد الراشدی	مئی	30
حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت (آخری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	34
قادیانیت......حقائق تجزیہ	قاضی محمد یعقوب	//	39
۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کارروائی، قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو گیا	محمد متین خالد	جولائی	14
مولوی محمد علی لاہوری، بانی لاہوری مرزائی گروپ اور اس کے پیروکاروں کے کفر کی وجوہ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	//	19
جہنم کے مسافر	عرفان محمود برق	اگست	40
قادیانیوں کے مغالطے	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	ستمبر	41
قادیانیوں کے حج کے مقاصد	مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا	نومبر	56
قادیانی جماعت بیرون ملک پاکستان کا تشخص بگاڑنے میں مصروف ہے	مولانا سہیل باوا	//	58
بہائیت اور قادیانیت میں مماثلت	عبداللطیف خالد چیمہ	//	36

تاریخ و شخصیات:

احرار اور ان کی جولان گاہ	آغا شورش کاشمیری	جنوری	18
عشاقِ لیلائے آزادی کا خاندان	ادارہ	//	30
حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک یادگار تاریخی خطاب	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	//	33
ارشادات حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ	محمد قاسم چیمہ	//	36
ملفوظاتِ چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	خان غازی قابلی	//	38
فرموداتِ مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	40
جناب عاصی کرنالی مرحوم	حبیب الرحمٰن بٹالوی	فروری	41
ڈاکٹر محمود احمد غازی	ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن	مارچ	39
لشکرِ احرار کا فردِ فرید تحریکِ کشمیر کا پہلا شہید ”الٰہی بخش“ چنیوٹی شہید رحمۃ اللہ علیہ	غلام عباس طاہر لیل	اپریل	50
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ	حافظ حبیب اللہ چیمہ	مئی	19

حضرت مولانا قاری شریف احمد نور اللہ مرقدہٗ	حافظ تنویر احمد شریفی	//	27
علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد کفیل بخاری	ستمبر	38
جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مولانا حافظ عبدالرشید ارشد	اکتوبر	27
شورش کے صحافتی نظریات وخدمات	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	//	40
مولانا قاری سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ	قاری محمد قاسم	//	48
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ.....اک ضرب ید اللّٰہی	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	نومبر	28
خطیب بنی ہاشم، سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	ملک منیر عباس وینس	//	41
سید محمد ذوالکفل شہیدؒ	بنتِ بُستانِ عائشہ	//	45
گوشۂ امیر شریعتؒ:			
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	خواجہ جمیل احمد	اگست	24
علامہ محمد اقبالؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	//	28
گوشۂ خاص بیاد: مولانا خواجہ خان محمدؒ:			
قافلۂ حق وصداقت کے میر کارواں	مولانا زاہد الراشدی	جون	20
ایک مشفق ومحسن اور مربی کی رحلت	سید محمد معاویہ بخاری	اگست	23
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے	مولانا محمد ازہر	اگست	33
خاموش لوگ بھی بلا کے خطیب ہوتے ہیں	خالد عمران	اگست	36
حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور خانقاہ سراجیہ	حافظ حبیب اللہ چیمہ	اگست	38
خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ	رانا عبداللطیف	اگست	42
نابغۂ عصر حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ	محترمہ انیس اختر	اگست	44
سرکلر:			
بنام مجالس احرار اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	5
بنام مجالس احرار اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	مارچ	6
بنام مجالس احرار اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	اپریل	5
بنام مجالس احرار اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	مئی	4
کھلا خط:			
ذرائع ابلاغ اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے نام!	عبداللطیف خالد چیمہ	اپریل	4

نقد ونظر:

سکول میں بچیوں کو پڑھائی جانے والی ایک اخلاق سوز کتاب ''زندگی گزارنے کی مہارتوں پر مبنی تعلیم''	بنت رانا عبدالستار	اگست	45

انٹرویوز:

سید منیر احمد بخاری (امیر مجلس احرار اسلام جرمنی)	حکیم محمد قاسم رقاضی عبدالقدیر	مئی	45
قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے والے۔ راجہ نعمان سے گفتگو	مرتب: اے ایس خان	جولائی	35

روداد:

کاروانِ احرار منزل بہ منزل	مولانا تنویر الحسن	جنوری	47

انتخاب:

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	خلیق ابراہیم	جون	34

آپ بیتی:

ورق ورق زندگی (قسط ۱)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جون	36
ورق ورق زندگی (قسط ۲)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	45
ورق ورق زندگی (قسط ۳)	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	32
ورق ورق زندگی (قسط ۴)	پروفیسر خالد شبیر احمد	ستمبر	31
ورق ورق زندگی (قسط ۵)	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	50
ورق ورق زندگی (قسط ۶)	پروفیسر خالد شبیر احمد	نومبر	49
ورق ورق زندگی (قسط ۷)	پروفیسر خالد شبیر احمد	دسمبر	39

طنز و مزاح:

زباں میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	اپریل	49

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

فروری: تذکارِ بگویہ (جلد دوم) ۱۹۴۵ء تا ۱۹۷۵ء۔ مؤلف: ڈاکٹر صاحبزادہ انوار احمد بگوی۔ ص ۴۴
شیخ المشائخ نمبر (مجلہ صفدر گجرات)۔ مرتب: سرفراز حسین خان حمزہ۔ ص ۴۵
ختم نبوت نمبر (ماہنامہ ''مسیحائی'')۔ مدیرِ اعلیٰ: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری۔ ص ۴۶
شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ کی ڈائریاں۔ مرتبہ: مولانا خلیل احمد۔ ص ۴۶
یادگار تحریریں۔ مرتب: حافظ اسحاق ملتانی۔ ص ۴۷

مارچ: معیاری ادب......خدا حافظ؟ مرتب: جمشید اقبال۔ص ۴۹
سقوطِ جامعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور دینی قیادت کا کردار۔ مؤلف: قاضی محمد طاہر الہاشمی۔ص ۵۰
ماہنامہ ''المدینہ'' کراچی (نعت نمبر)۔ مدیر: قاری حامد محمود قادری۔ص ۵۱
''چراغ حرا (نعتیہ مجموعہ)۔ شاعر: مسرور کیفی۔ص ۵۱
''مسائل زکوٰۃ، قرآن وحدیث کی روشنی میں''۔ مؤلف مولانا محمد رفعت قاسمی۔ص ۵۲
ماہنامہ ''الفاروقیہ'' شجاع آباد۔ مدیر: مولانا زبیر احمد صدیقی۔ص ۵۲

اپریل: درسِ ختمِ نبوت (یعنی ختمِ نبوت کورس)۔ مصنف: مولانا محمد سیف الرحمٰن قاسم۔ص ۵۳
یادگار خطبات۔ مرتب: محمد عمر فاروق۔ص ۵۴
تحفۃ الاخیار۔ مؤلف: مولانا مہر محمد میانوالوی۔ص ۵۴

جون: الالوانیہ فی متن الشاطبیہ۔ مؤلف: امام ابوالقاسم الشاطبی۔ محقق: خالد محمود ص ۴۴
روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء، بمقام ٹھیجی ضلع بہاول پور۔ مرتب: جمیل الرحمٰن عباسی۔ص ۴۵
''فیضان فیض''۔ مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی۔ص ۴۷
مکاتیب طالب ہاشمی'' بنام مولانا عبدالقیوم حقانی''۔ ترتیب: حافظ عبیداللہ عابد۔ص ۴۷
اشاریہ ماہنامہ القاسم۔ مرتب: محمد شاہد حنیف۔ص ۴۸
حیات سفیرِ ختمِ نبوت، مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ تالیف: مولانا مشتاق احمد چنیوٹی۔ص ۴۸

جولائی: ''آنسوؤں کا سفر'' مصنف ڈاکٹر عبدالشکور عظیم۔ص ۵۱
اپنے ہونے کی حیلہ سازی۔ شاعر جمشید اقبال۔ص ۵۱
عقیدہ ختمِ نبوت کی اہمیت اور منکرین ختمِ نبوت کا تاریخی پس منظر (مختلف مضامین، مولانا زاہد الراشدی)۔ص ۵۳

اگست: توشۂ آخرت (اردو ترجمہ: زاد الآخرۃ) مؤلف: حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی۔ مترجم: مولانا سید محمد اکبر ہاشمی ص ۴۷
علوم القرآن۔ مؤلف: مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ، ص ۴۸
کلمہ طیبہ اور خلفائے راشدین۔ مؤلف: محقق اہل سنت مولانا مہر محمد مدظلہ۔ص ۴۹
کتابوں کی کتاب۔ مؤلف: مولانا الیاس احمد۔ص ۵۰
ماہنامہ ''مسیحائی'' (حرمتِ رسول نمبر)۔ مدیر: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری۔ص ۵۰
ظہور مہدی وفتنہ دجال کب اور کیسے؟۔ مصنف محمد بشیر احمد حصاروی۔ص ۵۱

ستمبر: امیر عبدالقادر الجزائری۔ مصنف: جان ڈبلیو کائزر۔ص ۵۵
ماہنامہ المدینہ کراچی ''قرآن کریم نمبر'' و ''رمضان المبارک نمبر''۔ص ۵۷

دسمبر: شعری التجائیں۔ تصنیف: پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ص 48
سیرت ابن ہشام (۲ جلد) ترجمہ: مولانا قطب الدین احمد محمودی

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

فروری: حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) ۲۲ جنوری ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

مارچ: قاری اہل اللہ رحیمی رحمۃ اللہ علیہ (ابن قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ) فروری ۲۰۱۱ء

اپریل: حافظ محمد اسماعیل قمر مرحوم (بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان کے قدیم معاون) ۲۰؍مارچ ۲۰۱۱ء

مئی: حضرت مولانا قاری شریف احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۷؍مارچ ۲۰۱۱ء

اہلیہ حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ ۲۱؍اپریل ۲۰۱۱ء

ماسٹر محمد عبداللہ (سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے مخلص اور بے تکلف دوست) اپریل ۲۰۱۱ء

چودھری محمد افضل باجوہ (دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے معاون) ۸؍اپریل ۲۰۱۱ء

جون: حاجی عبدالرشید مرحوم۔ بڑے بھائی حاجی عبدالعزیز (احمد سوئیٹس ملتان) ۲؍مئی ۲۰۱۱ء بروز پیر

جولائی: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہٗ کے جواں سال پوتے (انظر داؤد) کا انتقال۔ ۱۰؍جون ۲۰۱۱ء

اگست: مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے قدیم کارکن سعید احمد عارفی اور عارف والا کے مشہور عالم دین مولانا محبوب الرحمٰن کے والد گرامی نذیر احمد مرحوم۔ ۵؍جولائی ۲۰۱۱ء

ستمبر: والدہ مرحومہ محمد معاویہ (کلر والی، مظفر گڑھ) ۳۱؍جولائی ۲۰۱۱ء پروفیسر محمد حیات ملک (ملتان)۔ ۱۴؍اگست ۲۰۱۱ء

والد مرحوم صوفی محمد اقبال (مہر پور مظفر گڑھ) ۲۰؍اگست ۲۰۱۱ء

اکتوبر: جامعہ رشیدیہ ساہی وال کے خازن، حضرت مولانا قاری لطف اللہ شہیدؒ کے فرزند اور مولانا حبیب اللہ رشیدیؒ کے بھتیجے جناب حزب اللہ رشیدیؒ۔ ۲۹؍اگست ۲۰۱۱ء

ادارہ ''محدث'' لاہور کے کارکن، حکومت پنجاب کے سیکرٹری، ممتاز کالم نگار اور محقق جناب عطاء اللہ صدیقی۔ ۱۲؍ستمبر ۲۰۱۱ء

والدہ مرحومہ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی ۴؍ستمبر ۲۰۱۱ء

نومبر: انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے امیر حضرت مولانا عبدالحفیظ مکّی مدظلہ کی والدہ ماجدہ۔ ۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۱ء

دسمبر: رضوان الدین احمد صدیقی۔ ۲۳؍نومبر ۲۰۱۱ء

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ (زرتعاون سالانہ) اکثر قارئین کا نومبر میں اور زیادہ تر قارئین کا دسمبر ۲۰۱۱ء میں ختم ہو چکا ہے۔ پہلے نومبر ۲۰۱۱ اور اب دسمبر ۲۰۱۱ء کا شمارہ بھی انھیں ارسال کیا جا رہا ہے۔ ایسے قارئین، جن کا زرِتعاون ختم ہو چکا ہے براہِ کرم دسمبر ہی میں اپنا سالانہ زرِتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم منی آرڈر یا درج ذیل موبائل نمبر 0300-6326621 پر ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جاسکتی ہے۔ ایزی لوڈ کراتے وقت اس کا خرچ خود ادا کریں۔ ادارے کو پورے -/200 روپے موصول ہوں۔ (سرکولیشن منیجر)

''نقیبِ ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

نئی
Easy Tear
پیکنگ میں
نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی!
Take No Tension
Take Sualin
with TOOT SIYAH efficacy
ہمدرد

CARE PHARMACY کئیر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

اقبال سٹیڈیم	مدینہ ٹاؤن	سلیمی چوک
بالمقابل سندباد	سوساں روڈ	اعوان پلازہ
041-2605733	041-8543127	041-8540064
گلستان کالونی	فیصل آباد میں	جناح کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال	پانچ برانچز	گلبرگ روڈ
041-2004509	الحمدللہ	041-2642833

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore